تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

انسان کا سب سے بڑا کمال

انسان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ ایک طرف اس کا سینہ ایمان ویقین سے اور اس کا دل لازوال محبت سے معمور ہو، اور دوسری طرف اس کی زبان اس کے دل کی ہمنوا اور اس کا عمل ان جذبات وکیفیات کی تصدیق کر رہا ہو۔ اگر یہ بات کسی انسان کو حاصل ہو جائے تو اس کے ہر قول وعمل اور اس کی ہر تقریر اور تحریر میں ایک ایسی کشش اور دلآویزی پیدا ہو جائے گی جس کی تعبیر الفاظ سے نہیں کی جا سکے گی۔ لیکن اس کی مٹھاس ہر شخص محسوس کرے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ جیسے کسی نے اس کے دل کی بات کہہ دی ہے یا اس کی گمشدہ دولت اس کو واپس مل گئی ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اغراض کی اس دنیا میں جہاں لوگ صرف مصلحت شناسی اور لین دین کے مفہوم سے آشنا ہیں، یہ صدا ضرور نامانوس ہے لیکن اب بھی اس میں دلوں کو فتح کرنے اور اقوامِ عالم کو مسخر کرنے کی پوری طاقت موجود ہے۔ ع

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتحِ زمانہ

مادیت کے کچلے ہوئے اور اغراض وخواہشات کے بوجھ میں دبے ہوئے انسانوں کے لئے اب بھی اگر کوئی چیز دلآویزی اور قیمت رکھتی ہے تو وہ یہی ایمان ویقین کی طاقت اور ظاہر وباطن کی یکسانیت ہے۔

مولانا سید محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵ ستمبر ۲۰۰۲ء | سالانہ ۱۵۰ روپے | فی شمارہ ۷ روپے

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website :- www.nadwatululama.org, Email :- nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY Vol.No2 Issue No.13

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs.7/=

Mobile ...80 95795
Phone ...2-301658

قبا اوننگ
اودھ کی شان
اوننگ: ٹریکس ☆ کھڑکی ☆ فرش
المونیم: کھڑکی ☆ دروازے ☆ سلائنگ ☆ ...
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی ...
ایک بار خدمت کا موقع دیں
ایم۔ اے ملک، راج ۳۰۱/ اوشال کھنڈ گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

طلباء اور تاجران کتب کے لئے خاص رعایت
ہر قسم کے قرآن مجید مترجم وغیر مترجم، حمائلیں۔ قاعدے، پارے ...
عربی فارسی، درسی، طبی، عملیات کی کتابیں ۔ ہائی اسکول، انٹر، ادیب ...
ادیب کامل وغیرہ کی گائیڈ اور گیس پیپر بہترین اور سستی قیمت پر ہم سے طلب کریں۔
نوٹ: آپ اپنی پسند، ضرورت کی کتابیں بذریعہ ڈاک بھی طلب کر سکتے ہیں۔
تاج بک ڈپو، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا ...
اعلیٰ کوالٹی۔ جدید ترین فیشن کے
Shirts,Trousers Coat Suits,
Embroidered, Sherwanis,Pullowerts,
Jackets,Kurta,Vastecoatsuit,Night
Suits&Tles
شادی۔ تیوہار۔ پارٹی کے لئے ...
تشریف لائیں
men mark®
...s Exclusice
58,Halwasia Maket,
Hazratganj,Lucknow
Ph:Shop 216948 Resi. 227443

لیبل و کیپ پر AFZALS
اور MAU CITY دیکھ کر
نورانی تیل
خریدیں
... زخم، چوٹ، جلے، کٹنے کی مشہور دوا

چشمہ ساگر
AUTO REFRCCTO METER AR-860
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

اعمال صالحہ کی دعوت

مولانا ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

عن ابی هريرة ان رسول ﷺ قال، من دعا الى هدى كان من الاجر مثل اجور من تبعه، لاينقص ذلك من اجورهم شيئا و من دعا الى ضلالة، كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعة، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئا،

(تحفۃ الاحوذی، ج ٧، ص ٢٦٤۔)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھلے کام کی دعوت دی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کی دعوت پر عمل کرنے والوں کو اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے گمراہی (غلط کام) کی طرف بلایا تو اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس کے کرنے والوں کو ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی"۔

مفہوم

"جس نے کسی بھلی راہ کی دعوت دی" ہدایت دین اسلام میں اچھائی اور نیکی کے کام کو کہا جاتا ہے۔ طیبی کا کہنا ہے کہ ایسی ہدایت جو منزل تک پہنچانے والی ہو یا محض راستہ دکھانے والی ہو، یہاں ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جس سے اعمال صالحہ کی رہنمائی حاصل ہوتی ہو۔ حدیث میں ہدایت کا لفظ نکرہ لانا جنس ہدایت کے لئے عام ہے۔ جس کا سب سے اونچا مرتبہ ہدایت کی دعوت ہے اور کم سے کم درجہ مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی، ج ٧، ص ٤٣٧)

بگڑے ہوئے ماحول میں فریضۂ دعوت کو ادا کرنا بہت دشوار کام ہے۔ لیکن ہے بہت عظیم الشان اور خالق کائنات کو راضی کرنے والا کام۔ لہٰذا ایسے سخت حالات میں جو شخص نیک راہ کی دعوت دے گا اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا اور ایسا اجر ملے گا جس کا حصول کسی اور عمل کے ذریعہ ممکن نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحاً وَّ قَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ؛

(حم السجدہ: ٣٣)

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں"۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر بولا جانے والا سب سے بہتر لفظ دعوت الی الخیر ہے جو آسمان کی طرف جانے والے اچھے کلمات میں سب سے آگے آگے ہوتا ہے۔ لیکن دعوت نیک عمل کے ساتھ ہو۔ جو اس مبارک کلمہ کی عملی تصویر ہو اور اپنے کو اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان کر دیا ہے، جس میں اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے اور شہرت و ناموری کا شائبہ بھی نہ ہو، جب ایسا ہوگا جبھی دعوت اللہ کے لیے خاص ہو سکتی ہے اور داعی کا مقصد کلمہ خیر کا لوگوں تک حسن نیت کے ساتھ پہنچانا ممکن ہو سکتا ہے، جو صدقۂ جاریہ ہوگا اور اس کے اجر و ثواب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اسلام اس حکیمانہ تربیتی انداز سے عربوں کو جاہلی رسم و رواج، مادیت پسند ذہنیت اور جاہلانہ معاشرتی تعلقات سے نکال کر نیکی اور بھلائی کی بلندی پر پہنچا رہا تھا۔

حضرت ابو مسعود بدریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس سواری مانگنے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہماری سواری چلنے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں کے پاس جاؤ، وہ شخص ان صاحب کے پاس گیا اور انھوں نے اس کو سواری دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی اچھے کام کا مشورہ دیا تو اس کو وہی ثواب ملے گا، جو اس کے کرنے والے کو ملے گا۔

تحفۃ الاحوذی۔ ج ٧، ص ٣٣٤)

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

پندرہ روزہ

تعمیر حیات لکھنؤ پندرہ روزہ

لکھنؤ

جلد نمبر ٣٩	٢٥ر ستمبر ٢٠٠٢ء	مطابق ١٧ر رجب ١٤٢٣ھ	شمارہ نمبر ٢٢

زیر سر پرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلی)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---=/١٥٠ روپے
فی شمارہ ---------=/٧ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک ..... ٣٥ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ..... ٢٠ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ٩٣
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (٢٢٦٠٠٧) یوپی
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش
خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	اعمال صالحہ کی دعوت	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان ندویؒ	۲
۲	برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے (اداریہ)	ع۔ع۔ن	۵
۳	صحت مند معاشرہ کی زندگی کے تین ستون	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۶
۴	دعوتی فرائض سے غفلت کے نتائج	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۸
۵	یقین کی دولت	مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامیؒ	۱۱
۶	لڑکیوں کی پرورش	مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ	۱۲
۷	مظلوم کی بددعا سے بچو	شمس الحق ندوی	۱۵
۸	بصائر وعبر	محمد نعیم صدیقی ندوی	۱۷
۹	حضرت مولانا علیؒ میاں کی سیرت کی تشکیل وتعمیر کے بنیادی عناصر	بلال عبدالحی حسنی ندوی	۲۱
۱۰	اگر مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان ہوجائیں تو	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۴
۱۱	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۶
۱۲	عالمی خبریں	سید معید اشرف ندوی	۲۷
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی۔ مقبول احمد ندوی	۲۸
۱۴	صدیق وعمر عثمانؓ وعلیؓ	تسنیم فاروقی	۲۹
۱۵	رومی سردار کا قبول اسلام	ماخوذ	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی =/Rs.15 کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs.40
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/Rs.50
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر =/Rs.80

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No.3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388Vereninging.(S.Africa)

دبئی
Dr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

قطر
Dr.AFTAB ALAM NADWI
P.O.Box.No.1513
Doha-Qatar

دبئی
Mr.MOHD. KHALID NADWI
P.O.Box No.51625, Dubai(U.A.E)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address: nadwa@sancharnet.in

اداریہ **ع۔ع۔ن**

برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

کہا جاتا ہے ـــــ اور بالکل جھوٹ کہا جاتا ہے ـــــ کہ یہ دنیا اپنے تمدن کے عروج تک پہونچ چکی ہے اور اب کوئی جنگلی قانون دنیا میں نہیں چلتا، ایک آدمی دوسرے کو بلاوجہ اور ناحق ہلاک نہیں کرتا، حکومت کے زیر اہتمام ڈاکہ زنی نہیں ہوتی، جرم ضعیفی کی سزا گولے اور بم گرا کر نہیں دی جاتی، انصاف ہر ایک کا حق ہے، اور ہر طرح کی عدالتیں قائم ہیں، جہاں سے انصاف مل سکتا ہے یا خریدا جاسکتا ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ عدالتیں انصاف کی دوکانیں نہیں ہیں، بلکہ عدلیہ کا شوروم ہے جو صرف طاقتور، صاحب اقتدار کی انگلیوں پر ناچتا ہے، ملکوں کے درمیان بین الاقوامی سطح کے جھگڑے ہوں تو اس کے لئے نیویارک میں ایک بڑا ''ڈرامہ گھر'' یا ''تھیٹر ہال'' اقوام متحدہ کے نام سے قائم ہے، یہاں کمزور ممالک کے مظلوم حکمراں اپنی فریاد سنا سکتے ہیں بشرطیکہ بڑی طاقتیں ان کو اجازت دیں۔ اور اس امید میں کہ انھیں انصاف ملے گا، نسلوں پر نسلیں گذرتی جائیں گی اور ان کا حاصل: ع

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

اگر ان عدالت کے نام کی دوکانوں اور بین الاقوامی کورٹ، سلامتی کونسل، جنرل اسمبلی میں کچھ صلاحیت ہوتی اور یہاں صرف اداکار اپنا پارٹ ادا کرنے پر مجبور نہ ہوتے تو کہہ سکتے تھے کہ وہ زمانہ جبکہ افریقیوں کی کھوپڑیوں میں آگ روشن کی جاتی تھی، اور تقریبات میں سیکڑوں کے حساب سے افریقی بچے اور جوان، مرد اور عورت جلائے جاتے تھے، اس زمانہ سے اگر کچھ فرق آیا ہوتا تو آج عراق پر کوئی بم نہیں برساتا، یہ جرم کہ اس کے پاس ہتھیار بنانے کی صلاحیت ہے اور بیرونی ڈاکہ زن فوج سے لڑسکتا ہے، اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اپنے کو تیار رکھ سکتا ہے، اگر یہ بات جرم ہے تو پھر فرانس، اٹلی، برطانیہ، پولینڈ، ہالینڈ ہر ایک سے محاسبہ کیا جاسکتا تھا، ہر خطہ کی خانہ بربادی کی جاتی، ہری بھری کھیتیاں تہس نہس کی جاتیں، انسانوں سے بھری آبادیاں، ان کی تجارتیں، ان کے کاروبار، اسپتال، دواخانے، بے زبان جانوروں کے ریوڑ آج سب اپنی مظلومیت کی تصویر ہیں کہ امریکہ کو اسرائیل کی حفاظت کرنا ہے اور اسرائیل کے عرب مخالف ہیں ان کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے، یہودی جو مسلمانوں کے روز اول سے بدخواہ ہیں اور سازشی دماغ رکھنے والی قوم ہے اس کے نزدیک مسلمان کچھ کم خطرہ نہیں، لہذا اس کی فریاد ہے ہم کو عربوں سے بچاؤ، ہم کو مسلمانوں سے بچاؤ ورنہ یونائیٹیڈ اسٹیٹ کا کوئی صدر پامردی کے ساتھ کام نہ کرسکے گا، اس کا منتخب ہونا مشکل اور اگر منتخب ہوگیا تو ہلاکت، یا بدنامی ورسوائی کے ساتھ نکالا جانا یقینی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے جنگلی قانون سے زیادہ بدتر قانون مسلمانوں اور عربوں کے حق میں تیار کیا گیا ہے اور اس قانون پر عمل ہو رہا ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اور ہمارے مسلمان بھائی بڑے پاکدامن اور انتہائی پاک طینت واقع ہوئے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ہم میں بھی ایسے لوگ کم نہیں ہیں جو اپنے مسلمان ہونے پر شرمندہ نہ ہوں اور اخلاق، عقیدہ، جوش ایمانی سے محروم، صداقت شعاری سے ناآشنا اور اخلاقی طور پر گراوٹ کے اس نقطہ پر پہونچ چکے ہیں جہاں سے نکل کر عام سطح پر آنا وقت کا طالب ہے اور جس کے لئے بڑی ہمت درکار ہے۔

صحت مند معاشرہ کی زندگی کے تین ستون

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَیْنَ النَّاسِ (النساء ١١٤)

"ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہوسکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے"

آپ غور کریں گے تو یہ چیزیں ایسی ہیں، جن پر ایک صالح معاشرہ قائم ہوسکتا ہے، وہ معاشرہ کے تین ستون ہیں، صدقہ، جب تک کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ عملی ہمدردی نہ ہوگی، آدمی کی مدد کا جذبہ سینہ کے اندر کارفرما نہ ہوگا، اور وہ ایثار نہ کرے گا، کوئی معاشرہ قائم نہیں ہوسکتا۔" او معروف "معروف بھی قرآن مجید کا ایسا لفظ ہے کہ اس کا ترجمہ نہیں ہوسکتا یعنی معقول و مستحسن بات، جو چیز عرف میں داخل ہے، اور جس کو فطرت سلیم رکھنے والے سب بالاتفاق اچھا کہتے ہیں، اس کا جو حکم ہوگا، اب ہر جگہ کا معروف الگ ہوگا، یہاں معروف یہاں کے لحاظ سے ہوگا، دوسرے مقام کا معروف وہاں کے لحاظ سے ہوگا۔" او معروف اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَیْنَ النَّاسِ "عام طور پر قبیلوں، خاندانوں میں "افساد ذات البین" کا منظر نظر آتا ہے، یعنی آپس کے تعلقات کشیدہ ہیں، بستی بستی، گاؤں گاؤں، قصبے قصبے یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے، خاص طور پر جہاں شرفاء آباد ہیں، کسی دل سوختہ شاعر نے یہاں تک کہہ دیا کہ۔

بہ ہر جا جمع می آیند سادات
فسادات، فسادات ، فسادات

اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جہاں سادات جمع ہوں، پھر ماشاء اللہ سادات ہی سادات ہیں، اور یوں بھی تشریح ہوسکتی ہے کہ پھر نا انصافیاں ہی نا انصافیاں اور جنگ وجدل ہی کا منظر نظر آئے گا۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، چور وہیں آتا ہے، جہاں مایہ ہوتی ہے، تو جو جتنا اونچا ہوتا ہے، اسی پر شیطان حملہ کرتا ہے، تو یہ سادات، شیوخ، صدیقی، فاروقی، انصاری، قریشی اور ان کی مختلف شاخیں عثمانی، علوی، عباسی جہاں ہوتے ہیں، ان میں شیطان بہت کامیاب ہوجاتا ہے، اس لئے کہ ان کو ایک دوسرے سے مکدر کرنے اور شاکی بنانے کا کام دوسروں کے مقابلے میں آسان ہوتا ہے، ان کی حیثیت، حیثیت عرفی بلند ہوتی ہے، کچھ ان کی توقعات ہوتی ہیں، کچھ ان کی عادتیں ہوتی ہیں، کچھ وہ اپنا حق سمجھتے ہیں، شیطان اسی راستہ سے آتا ہے، دیکھو فلاں تمھیں سلام ٹھیک سے نہیں کیا، وہ حقیر سمجھتے ہیں، مالی حالت کچھ کمزور ہوگئی ہے، اب وہ اس طرح جھک کر سلام نہیں کرتے، اب دل صاف نہیں ہے۔

ہر مقام کو ان کی ضرورت ہے

یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ واقعی ہر جگہ مشترک ہیں، صدقہ، معروف، اصلاح بین الناس، ہر مقام کو ان کی ضرورت ہے، جہاں صدقہ ہوجائے، محبت کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، ہنس کر بولنا بھی صدقہ ہے۔ میٹھی زبان رکھنا اور خوش کلامی بھی صدقہ ہے، اگر کسی کا کوڑا گر جائے، اور وہ سواری پر ہو تو اٹھا کر اس کو دے دو یہ بھی صدقہ ہے، راستہ سے کانٹا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، صدقہ کی سیکڑوں قسمیں ہیں، ایک صدقہ کہہ دیا اس لیے کہ یہ سب پر حاوی ہے، یعنی خیر سگالی کا جذبہ، خیر خواہی کا جذبہ، اس کے بغیر کوئی معاشرہ، کوئی اجتماعی زندگی اول تو وجود میں نہیں آسکتی اور اگر آئے تو رہ نہیں سکتی، اور پھر معروف " او اصلاح بین الناس" یہ قرآن ہی کہہ سکتا تھا، یہ آیت بھی معجزہ ہے، پورا تمدن انسانی پورا معاشرہ انسانی اسی پر قائم ہے، صدقہ، معروف، اصلاح بین الناس، آج ہر جگہ آپ دیکھیں گے کہ اس کے خلاف ہو رہا ہے، کہیں صدقہ کا دروازہ بند ہے، تو کہیں معروف کا دروازہ بند ہے، تو کہیں دونوں چیزیں ہیں، لیکن اصلاح بین الناس کا دروازہ بند ہے، بگاڑنے والے، لڑانے والے پچاس اور ملانے والا ایک۔۔۔۔۔۔ تو ان تین چیزوں کا خیال رکھئے، صدقہ، معروف، اصلاح بین الناس۔

چوتھی شرط اللہ نے یہ لگائی ہے۔ اس کار خیر میں نیت ہونی چاہئے رضائے الٰہی کی "وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ" ایک اچھا عمل، سیاسی اغراض سے بھی ہوسکتا ہے، تمدنی اور مادی اغراض سے بھی ہوسکتا ہے، یہ سب اغراض ہیں، لیکن یہاں اللہ نے فیصلہ کردیا "وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا" جو اللہ کی رضا کے لئے کام کرے اس میں ثواب ہے، یہ نہیں کہ صاحب ہم کریں گے تو وہ بھی کرے گا، اور اچھا ہے کہ اچھی زندگی گذرے گی، یہ نہیں، بلکہ خالص اللہ کی رضا کے لیے۔

(تحفہ دین ودانش ص ٨٩ تا ص ٩٣)

مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی دامت برکاتہم کی ندوہ آمد

ندوہ کے معتمد تعلیم جناب مولانا عبداللہ عباس ندوی دامت برکاتہم اپنے محبوب ادارے میں قدم رنجہ فرما چکے ہیں، ندوہ کے متعلقین آنکھ بچھائے بیٹھے تھے۔ ان کی تشریف آوری سے سب میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مدرسہ کے متوسلین اور شہر کے ملاقاتی صف اندر صف، قطار اندر قطار مولانا کی مزاج پرسی اور ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

مولانا کے تکلیف کی ابتداء تو پچھلی مرتبہ ندوہ کے قیام ہی سے شروع ہوگئی تھی۔ دیارِ عرب سے جو اطلاعات آتی تھیں وہ محبت کرنے والوں کے دلوں پر کچھ تشویش پیدا کردیتی تھیں، مگر اللہ کے فضل وکرم پر سب کو بھروسہ تھا اور اللہ نے اس بھروسے کی لاج رکھ لی۔

علاج کے سلسلے میں مولانا المانیہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں کی دواؤں سے الحمدللہ بہت فائدہ ہوا۔ اتنا کہ مولانا سفر کرکے ہمارے درمیان تشریف لے آئے۔ سب لوگ یہ دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے کہ مولانا کی شگفتگی مزاج ویسی ہی قائم ہے اور بیماری کے اس پریشان کن دور نے ان کے جسم پر جو بھی اثر ڈالا ہو مزاج پر اثر نہیں ڈالا۔ محفل میں ویسے ہی علم کے موتی بکھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد سے جلد مولانا کو شفائے کامل حاصل ہو۔ ندوہ کی علمی محفلیں پھر سے قائم ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو طویل رکھے اور ان کا زیادہ سے زیادہ وقت ہمارے درمیان گزرے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

بقیہ:- یقین کی دولت

وں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر ھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم کتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام وایمان جنھیں اپنی دگی کے ہر ہر لمحہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے اکو، پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں شیر اور گنہگاریوں میں دلیر ہیں، ہم اسلام کی عزت کو بڑھانے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں، مصیبتیں ہمارا آگا روک لیتی ہیں، اور مشکلیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں، ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، خدا اپنے وعدہ کو پیچھے نہیں کرتا، لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا، اس لیے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں، ہندوستان میں آزادی کی تحریک اٹھی، ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے۔ کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے۔ یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج اس بھیڑ کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے۔ یقین کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی۔ کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
"اگر تم یقین رکھتے ہو تو تم ہی سرفراز ہو۔

دعوتی فرائض سے غفلت کے نتائج

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کے تقسیم انعامات اوپن اسلامک دینی کورس برائے طلباء ہائی اسکول و کالجز کے ایک عوامی اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے جو اہم خطاب ۱۹؍جولائی ۲۰۰۲ء کو ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں فرمایا تھا وہ پیش خدمت ہے اس میں ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانان ہند کے لئے رہنما اصول ہیں، اس اہمیت کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں یہ خطبہ صدارت پیش ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعہم باحسان ودعا بدعوتہم الی یوم الدین أما بعد!

بزرگو، دوستو! آپ نے ابھی نئی شروع کی گئی اکیڈمی کے کاموں کی تفصیل سنی اور اس کے پروگراموں سے واقف ہوئے، حقیقت میں یہ بہت بڑا اہمیت والا کام ہے، اس کی اہمیت کو بتانا آسان کام نہیں ہے اور مسلمانوں کی جو ادھر سو سال کی پستی ہے وہ اسی کام کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے، اگر مسلمانوں نے اس کام کو تھوڑا بھی کیا ہوتا تو اس پستی میں نہ پڑتے جس میں وہ پڑے، ایک زمانہ تھا جو اسلام کے بعد چھ سو سال تک رہا، دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ، سمجھدار، حکمت رکھنے والی، طاقت اور اثر رکھنے والی قوم کوئی نہیں تھی، دنیا میں اس کا مقام سب سے بلند تھا اور دنیا دیکھ رہی تھی اور رشک کر رہی تھی، لیکن آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ انسانوں کو بہکائے، غفلت میں مبتلا کرے، اس کے ذہن کو الجھادے تاکہ دنیا میں اچھے کاموں کی کمی ہوجائے، حضور ﷺ نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کو اصلاح اور لوگوں کو خیر کی طرف بلانے اور انسان کو انسانیت کے اخلاق اور اقدار اختیار کرنے کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری اپنی امت پر ڈالی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اس امت کی اہمیت، اس کے مقام اور کام کو بتاتے ہوئے فرمایا تھا "وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" یہ اتنا بڑا اعزاز تھا کہ اس سے زیادہ اعزاز کا تصور نہیں کیا جاسکتا، ہم نے تم کو معیاری امت بنایا ہے، امت وسط کا یہی مطلب ہے، وسط کا لفظ عربی میں معیاری اور کامل کے لئے استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو معیاری امت اور کامل امت بنایا پھر اس کے بعد فرمایا کہ اور تمھارے ذمہ یہ کام ہے کہ تم ساری دنیا کی گواہی دو گے، تم ان کے گواہ ہوگے، ان کے اعمال کے، ان کے کردار کے تم قیامت کے روز گواہ ہوگے، اللہ کے سامنے تم گواہی دینے جاؤ گے کہ دنیا میں دوسری امتوں نے کیا کام کیا اور کیا کوتاہیاں کیں جیسے کوئی شخص گواہ اور رہبر بنایا جائے اور وہ دیکھے، جائزہ لے کہ کیا ہو رہا ہے، کیا صحیح ہو رہا ہے، کیا غلط ہو رہا ہے، اس امت کو یہی کام دیا گیا تھا کہ دوسری امتوں کو دیکھے کہ وہ کیا کر رہی ہیں، کیا غلط کر رہی ہیں، کیا صحیح کر رہی ہیں اور کس طرح کے ان کے اعمال ہیں، کس طرح کا ان کا طریقہ کار ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جاکر بتاسکیں کہ ان لوگوں نے ایسا ایسا کیا تھا، ان لوگوں نے یہ یہ کیا تھا، ان لوگوں نے یہ یہ کوتاہیاں کی تھیں، ان لوگوں نے یہ یہ فساد پھیلایا تھا، جس کو گواہ بنایا جائے، جس کو گواہی کے معیار پر لاکر رکھا جائے، جس کو رہبر بنایا جائے، ظاہر ہے اس کا کردار کتنا معیاری ہوگا، کوئی معمولی آدمی رہبر اور گواہ نہیں بنایا جائے گا وہی رہبر اور گواہ بنایا جائے گا جس کا کوئی وزن ہو، اللہ تعالیٰ نے اس امت کا انتخاب فرمایا کہ یہ امت سارے انسانوں کی رہبری اور گواہی کا کام کرے گی، کوئی قوم بغیر دعوت کے کام کے، بغیر دوسروں کو پیغام پہونچائے، بغیر دوسروں کو واقف کرائے، حق اور ناحق کا فرق بتلائے اس مقام کے لائق نہیں ہوسکتی اور اس کام کو انجام نہیں دے سکتی، اللہ تعالیٰ نے اس کا امتیاز اسی کام میں رکھا ہے، یہ کام جب نہیں ہوگا تو اس کا امتیاز ختم ہوجائے گا پھر اس کی حیثیت باقی نہیں رہے گی، چنانچہ یہی ہوا کہ آخری چار سو پانچ سو سال میں مسلمان بہت نیچے چلے گئے، اللہ کی رحمت سے محروم ہوگئے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کام کو، اللہ کے دیئے ہوئے مقام کو نظر انداز کردیا اور اپنے کو ان امتوں میں شامل کیا جو امتیں اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہوگئیں، اور ان ہی کا کردار اختیار کرلیا، انہی کا طرز اختیار کرلیا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کے مستحق نہیں رہے لیکن اس امت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت تک اسی امت کو یہ کام کرنا ہے چنانچہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ کہیں نہ کہیں تھوڑا بہت کام ہوتا رہا اس امت کے ذریعہ سے، اسی وجہ سے یہ امت باقی ہے، ورنہ امت ختم کردی جاتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے کہ اگر تم یہ کام نہیں کرو گے تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور دوسری امت کو لے آئیں گے، ہم یہ کام دوسروں کے سپرد کردیں گے، تمہارے ہم محتاج نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس امت کو یہ کام دیا ہے اور تھوڑا بہت یہ کام ہوتا رہا ہے، اسی لئے یہ امت بچی رہی، ختم ہونے سے بچی رہی اور اب الحمدللہ بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد امت کو ایسے افراد ملنے لگے جن کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونے لگا اور کام تھوڑا بہت ہونے لگا، یہ بات فال نیک ہے، اس سے بڑی امید کی جاسکتی ہے، اسی طرح کام ہوتا رہا، دعوت کا کام غیر مسلموں کو اور جو لوگ اسلام کی عظمت سے اور اسلام کے پیغام سے ناواقف ہیں ان کو اسلام سے واقف کرانے کا کام تاکہ یہ لوگ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں کہ اے پروردگار ہم کو کسی نے بتایا ہی نہیں تھا تو ہم کیا کرتے اور ان کا یہ کہنا اس امت کے خلاف گواہی ہوجاتا کہ ان کو بتانے کے لئے تم کو ہم نے مقرر کیا تھا، تم نے نہیں بتایا، یہ بہت خطرہ کی بات ہے اور اب یہ توجہ ہونا بہت فال نیک ہے جو تفصیلات مولانا محمد الیاس ندوی صاحب نے آپ کے سامنے رکھیں وہ بہت دل بڑھانے والی اور امید دلانے والی ہیں اور وہ اس امت کے لئے ضروری ہیں، ہم یہاں پر اقلیت میں ہیں۔ اگر اکثریت میں ہوتے تو ہمارے کاموں کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی، اس لئے کہ حکومت عوام کی نمائندہ ہوتی ہے، جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں، وہاں حکومت پر بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اور تھوڑی بہت عوام پر آتی ہے اور جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ساری ذمہ داری مسلمانوں پر آتی ہے۔ ان کو اپنے مسائل طے کرنا پڑیں گے، ان کو جس طرح اپنے معاش کی فکر ہوتی ہے اس دعوتی کام کی بھی فکر کرنی پڑے گی، معاش تو ان کو دنیا کی زندگی میں کام دے گا، وہ اپنے معاش سے اور کمائی سے اور جو کچھ ان کو مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس سے اس دنیا کی زندگی میں فائدہ اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے اور وہاں اپنے فرض کی ادائیگی دکھانے کے لئے ضرورت پڑے گی کہ تم نے اس امت کا جو فریضہ تھا اس کو انجام دیا یا نہیں، تم اقلیت میں تھے، تم پر براہ راست ذمہ داری آتی تھی، تم آپس میں مل جل کر کمیٹیاں بناسکتے تھے، ادارے قائم کرسکتے تھے اور جمعیتیں قائم کرسکتے تھے جن کے ذریعہ سے اس کام کو کرنا چاہئے تھا جس کام کی تم پر ذمہ داری اللہ کے رسول نے ڈالی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر نبوت ختم کردی تاکہ یہ کام ان کی امت کرے، اللہ تعالیٰ نے جب امت پر کام ڈالا تو نبوت ختم کردی ورنہ اس امت تک برابر انبیاء آتے رہتے، گاؤں گاؤں انبیاء آتے تاکہ اللہ کا پیغام اور اللہ کے اوامر لوگوں تک پہونچاتے رہیں، یہ سلسلہ برابر قائم رہا کہ اللہ کا پیغام اور اس کے احکام پہونچائے جاتے رہیں تاکہ پوری دنیا کے لوگ چاہے جہاں بھی رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ نہ کہہ سکیں: اے پروردگار! ہم کو کسی نے بتایا نہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلسل نبی بھیجے لیکن نبوت حضور ﷺ پر ختم کردی گئی اور اس کا کام امت کے سپرد کردیا گیا، اب امت ایک امتحان میں پڑگئی، اگر اس کام کو وہ نہیں کرتی اور صرف معاش کی فکر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں

جواب دینے کے لیے الفاظ نہیں اور برے لوگوں سے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کی پکڑ سے خطرہ ہے کہ اس امت کی پکڑ ہوجائے، تم نے بتایا نہیں تو انہوں نے نافرمانی اختیار کی، یہ امت بتانے کے لئے آئی کہ تم مجرم ہو۔ طالب علم امتحان میں فیل ہوجائے اور کہے کہ ہمیں استاذ نے پڑھایا ہی نہیں تھا تو کیا ہوگا، استاذ پکڑا جائے گا، تمہیں سال بھر سبق پڑھانے کے لئے دیا گیا تھا تم نے کیوں نہیں پڑھایا، استاذ کے پاس کیا جواب ہوگا، کیا استاذ کو معاف کیا جائے گا، طالب علم کو چھوڑ دیا جائے گا، طالب علم فیل ہوگیا، وہ امتحان نہیں دے سکا، اس لئے کہ اس کا قصور نہیں نکلا، اس کو جب پڑھایا ہی نہیں گیا تو وہ کیسے امتحان دے سکتا ہے، یہ بہت خطرہ کی بات ہے کہ کفار اللہ کے نافرمان یہ کہیں کہ ہمیں بتایا ہی نہیں گیا، کون بتاتا، جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا۔ کچھ لوگ اپنے معاش میں رہ گئے، کچھ لوگ راحت میں رہ گئے کچھ لوگ کمائی میں رہ گئے اور جو ذمہ داری اللہ کی طرف سے ڈالی گئی تھی اس سے غافل رہے اور دیکھئے کیا حالت ہورہی ہے، ہم غیر مسلموں کی زمین میں رہتے ہیں، دیوار سے دیوار ملی ہوئی ہے، مکان سے مکان ملا ہوا ہے، دفتر میں ایک ساتھ کام کرتے ہیں لیکن وہ اسلام کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے تو یہ کس کی ذمہ داری ہے، ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں، واقف نہیں کرایا، اپنے عمل سے مظاہرہ نہیں کیا کہ وہ اسلام کی برتری اور اس کی خوبی سے واقف ہوجائیں، یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، ہر فرد کے کرنے کا نہیں ہے، فرض کفایہ ہے، اگر ایک معقول مقدار میں یہ کام کرنے والے ہوں تو سب پر سے یہ ذمہ داری دور ہوجائے گی اور کوئی نہ ہو تو یہ ایک بڑے خطرہ کی بات ہے، دوسری بات یہ ہے انسان پیدا ہوتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا، کوئی علم اس کے پاس نہیں ہوتا کوئی ہنر اس کے پاس نہیں ہوتا، کسی بات کا سلیقہ اس کے پاس نہیں ہوتا، وہ سب پیدا ہونے کے بعد اپنے ماحول میں، اپنی تعلیم گاہ میں حاصل کرتا ہے، اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اللہ تعالیٰ کی باتوں سے کوئی واقف نہ ہو اور دنیا بھر کی ہر چیز سے واقف ہوجائے تو یہ بہت خطرناک بات ہے، ظاہر ہے اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے، ماں باپ پر آتی ہے، اساتذہ پر آتی ہے اور ان لوگوں پر آتی ہے جو ادارے قائم کرتے ہیں، مدرسے قائم کرتے ہیں اور جو اسکول قائم کرتے ہیں تو انہوں نے ایسا بھی کوئی انتظام کیا جس سے مسلمان کی نسل پروان چڑھ سکے، مسلمان بچوں کو اسلام کے متعلق بنیادی باتیں تو معلوم ہوجائیں، مسلمان بچے قرآن مجید کی تلاوت تو کرسکیں، اگر وہ تلاوت کرنا نہیں جانتے، اگر وہ مسائل نہیں جانتے تو اس کی ذمہ داری ماں باپ پر آتی ہے، کہ کیوں نہیں انتظام اس بات کا کیا کہ ان کے بچے مسلمان رہیں، دیکھئے وہ یوں ہی مسلمان نہیں رہ جائیں گے ہر آدمی اسی دنیا میں سیکھتا ہے لیکن سکھانے سے سیکھتا ہے، اگر ہم نے ان کے لئے اللہ اور رسول کی باتوں کو جاننے کا، اللہ کی کتاب پڑھنے کا اور اللہ کے احکام کو جاننے کا صحیح انتظام نہیں کیا تو یہ نہیں جانیں گے، کیونکہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے پیدا ہونے کے بعد اس کو کوئی یہودی بنالیتا ہے، کوئی مجوسی بنالیتا ہے تو کوئی عیسائی بنالیتا ہے، جیسا ماحول ملے گا، جیسا انتظام ملے گا وہ ویسے ہی بن جائے گا، یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا تو مسلمان رہے گا، یہ لازمی نہیں، اگر اس کو ایسا ماحول ملا، ایسے اساتذہ ملے، ایسے اسکول ملے جہاں اس کو عیسائی بنایا جارہا ہے تو وہ عیسائی بن جائے گا، جہاں اس کو مجوسی بنایا جارہا ہے تو وہ مجوسی بن جائے گا، حدیث شریف میں صاف صاف آتا ہے، وہ بچہ بھی اللہ کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ پروردگار! ہمارے ماں باپ نے ہمیں بتایا نہیں، ہمارے لئے کوئی سیکھنے کا اور جاننے کا انتظام نہیں کیا تو کون پکڑا جائے گا، ماں باپ پکڑے جائیں گے کہ تم نے کیوں نہیں اپنے بچے کو دین کی باتیں بتائیں، تم نے اپنے بچہ کو عذاب جہنم سے کیوں نہیں بچایا، قرآن میں آتا ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے بچے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جہنم کی آگ سے کیسے بچایا جائے گا، وہاں ہاتھ پکڑ کر روک لیں گے نہیں، بلکہ عمل کے نتیجہ میں وہاں معاملہ ہوگا، آگ سے آدمی اپنے بچہ کی نجات کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو اس کی پکڑ ہوگی، اس پکڑ سے بچنے اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی فکر اسی دنیا میں علم وفضل کے ذریعہ ہم سب کو کرنا چاہئے۔

یقین کی دولت

از:۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نگرامی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اسلام کے اس زمانہ پر نگاہ ڈالنے سے، جو نہ صرف تاریخ اسلام میں، بلکہ تاریخ عالم میں، اپنی پاکیزگی کے لئے کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے، یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے جو تعداد میں تھوڑے سروسامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت اٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں، صرف سلطنتوں ہی کو نہیں، بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کردیتے ہیں، برائی مٹ کر بھلائی آجاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے، اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کریگا، ان کی لڑائیوں کے سروسامان کی فہرست تاریخ کے ورقوں میں دیکھے گا، ان کے جنگ کے اطوار، دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبھا ہوگا، کوئی بڑا علم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا، لیکن حقیقت کچھ اور ہے، ان کی کامیابی کا راز اور ان کی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت ارادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق ہے اور نہ سروسامان کی بہتات اور زیادتی ہے، یہ چیزیں وہاں کہاں اور کب تھیں، ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے۔ وہ خدا اور اس کے پاک رسول کی باتوں کا یقین تھا، یقین انسان میں طاقت پیدا کردیتا ہے، اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں، حوصلے پیدا ہوتے ہیں، کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہو تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی چیز بیچ میں روک نہیں بن سکتی۔ یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے، اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے، یقین ہی کا پھل تھا کہ نبیؐ کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو پھول جانتے تھے، ثواب آخرت کی امید ان کو ہر قسم کی قربانی کے لیے آگے بڑھاتی تھی، اور بے جھجک اپنے جان ومال کو نچھاور کرتے تھے، عذاب کا خوف، حساب کتاب کا ڈر ان کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو نیکی اور بھلائی میں صرف کراتا تھا، مایوسیوں کے بادل اور ناامیدیوں کی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت انکے سامنے ہوتی، غربت ان کو نہ روکتی، بے زری مانع نہ ہوتی، کسی کا ڈر، دبدبہ حائل نہ ہوتا، کیوں کہ انہیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا، آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے، اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اس کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں، یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے، ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے اس کی خدائی کا بھی، یکتائی کا بھی، مسبب الاسباب ہونے کا بھی، حشر ونشر کا بھی، حساب وکتاب کا بھی، لیکن کیا یقین، پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کو ٹٹولنے کے بعد دینا چاہئے، ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کرسکتے، کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے، جان نہیں دے سکتے، اس لئے کہ جان پیاری ہے، عیش وآرام ترک نہیں کرسکتے کہ وہ محبوب ہے، ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کی طرف ہلکا سا خیال تو ضرور جاتا ہے، لیکن ان کے ملنے نہ ملنے کے بارے میں دل کو دبدھا ضرور ہے، اور جب تک یہ دبدھا مٹ کر یقین سے نہ بدلے گا خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہوسکتے، غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کا ہندوستانی شریف اپنے پہناوے، اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لمحہ میں محفل کے آداب اور مجلس کے آئین کا کیا لحاظ رکھتا ہے، کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے، اور اسی طرح ایک جنٹلمین کوئی بات اٹیکیٹ کے خلاف نہیں کرسکتا، اس لئے کہ اسے ہر دم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے،

باقی ہے پر

لڑکیوں کی پرورش وپرداخت کی فضیلت

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام نے لڑکیوں کی پرورش کو ایک نیک عمل اور مستحسن فعل قرار دے کر اس کو نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی پرورش کرنے والوں کو قیامت میں اپنی رفاقت اور ہم نشینی کی بشارت دی ہے، حضرت انسؓ سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو هكذا ضمّ اصابعه۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اس کا ساتھ (انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوگا۔

امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں کئی روایتیں نقل کی ہیں کہ جس شخص کے دو یا تین لڑکیاں ہوں اور اُس نے اُس کی پوری پرورش اور پرداخت کی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلم کی روایت ہے کہ جو شخص لڑکیوں کی پیدائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اُن کی پوری پرورش وپرداخت کی تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔

ابوداؤد میں ہے کہ جس نے تین لڑکیوں کی پرورش اور شادی کی اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حسنِ سلوک کے استحقاق میں لڑکے اور لڑکیوں کو برابر قرار دیا، محض لڑکی ہونے کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے ساتھ طرزِ عمل میں کوئی فرق نہ کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے لڑکی پیدا ہو وہ اُس کو زندہ رکھے، اُس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ لڑکے کو اُس پر ترجیح دے تو اُس کو خدا جنت میں داخل فرمائے گا۔

جو لڑکی شادی کے بعد بے آسرا ہو جائے باپ کے علاوہ اُس کا کوئی سہارا نہ ہو اُس کی کفالت بڑے ثواب کا کام ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کہ میں تم کو سب سے بڑا کارِ خیر بتاؤں، سراقہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا اس لڑکی کی کفالت جو تمہارے پاس لوٹا دی گئی ہو اور اس کے لئے تمہارے سوا کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو۔

کلام مجید میں عورتوں سے جن چیزوں پر بیعت لینے کا حکم ہے، اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ (ممتحنہ ۲) اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔

اس آیت کے نزول کے بعد جب عورتوں بلکہ مردوں سے بھی بیعت لیتے تھے، تو اس میں یہ شرط بھی ہوتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ (بخاری)

اس سلسلہ میں یہ آیت حرف آخر کا حکم رکھتی ہے کہ قیامت کے ہولناک دن میں وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (سورہ تکویر) جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی۔

تو قاتلوں پر کیا گذرے گی اور وہ اس کا کیا جواب دیں گے۔

لڑکی کا قتل تو بڑی چیز ہے، اُس کی موت کی تمنا کرنا بھی جرم ہے، ادب المفرد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک آدمی تھا جس کے کئی لڑکیاں تھیں، اُس نے اُن کی موت کی تمنا ظاہر کی، ابن عمرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا کیا تم اُن کو رزق دیتے ہو۔

لڑکوں کی پیدائش کے بعد اُن کی پرورش کا سب سے پہلا کام رضاعت ہے، اُس کی مدت کی تعیین خود کلام مجید نے کر دی تھی:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ

...قُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (بقرہ ۳۰)

...ور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس ...ودھ پلائیں، یہ مدت اس کے لئے ہے ...و چاہے کہ رضاعت کی مدت پوری کرے ...ور لڑکے والے (باپ) پر ان ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے۔

کھانے کپڑے کی شرط اس لئے لگادی ...ہے کہ اگر مدتِ رضاعت میں شوہر نے ...کو طلاق دے دی تو بھی اس کا کھانا کپڑا ...کے ذمہ رہے گا، اگر باپ کسی دوسری ...سے دودھ پلوائے تو اس کا کھانا کپڑا ...باپ کے ذمہ ہوگا، اور ظاہر ہے کہ بیوی کا ...نفقہ شوہر کے ذمہ ہے، اس لئے اس شرط ...ضرورت ہی نہ تھی، اس آیت سے یہ بھی ...ہوتا ہے کہ اولاد جب تک سن شعور کو پہنچ ...کمانے کے قابل نہ ہو جائے، اس کی ...ت والد کے ذمہ ہے، حدیثوں میں اُس ...تصریح ہے۔

...اولاد کے بارے میں مختلف احکام:

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول ...صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے ...دینار وہ ہے جس کو آدمی اپنے اہل وعیال ...ف کرے، اور جس کو جہاد کی سواری میں ...کرے، اور جس کو اللہ کی راہ میں اپنے ...تھیوں پر صرف کرے۔

اس روایت کے ایک راوی ابو قلابہ کہتے ...کہ پہلے آپ نے اہل وعیال کا ذکر کیا اور ...یا کہ اس شخص سے بڑا اجر کس کو ہو سکتا ...جو اپنے صغیر السن بچوں پر صرف کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اُن کو دوسروں کو احتیاج سے مستغنی کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

اولاد کو خوشحال چھوڑ جانا اخلاقی فرض ہے، اسی لئے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کی جائز نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دولت مند صحابی تھے، اُن کے صرف ایک لڑکی تھی، وہ ایک مرتبہ ایسے سخت بیمار پڑے کہ زندگی کی امید باقی نہ رہ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس دولت ہے اور میری وارث تنہا ایک لڑکی ہے میں چاہتا ہوں کہ دو تہائی مال کی وصیت کارِ خیر کے لئے کر جاؤں، فرمایا نہیں، سعد نے عرض کیا، اچھا تو نصف کی وصیت کر دوں، فرمایا نہیں، صرف ایک تہائی کی وصیت کرو، اور ایک تہائی بھی بہت ہے، اپنے بعد اپنے ورثہ کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (بخاری، مسلم)

اولاد کی پرورش کے ساتھ اُس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی والدین پر ہے، کلام مجید نے اس کو ایک مختصر اور بلیغ جملہ میں ادا کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (تحریم)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اس سے مقصود اُن تمام برائیوں اور خرابیوں سے بچانا ہے جو آتشِ دوزخ کی مستحق بناتی ہیں، اس میں اخلاقی تعلیم وتربیت کے سارے پہلو آجاتے ہیں، حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کو اپنی اولاد کو ادب سکھانا، ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے، دوسری روایت میں ہے کہ والد کا اولاد کے لئے سب سے بہتر عطیہ حسنِ ادب کی تعلیم ہے۔

اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اولاد جو والدین کے لئے بلا اور مصیبت سمجھی جاتی تھی، وہ دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ (فرقان-٦)

اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔

اس بارے میں سب سے بڑا اسوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے اولاد سے آپ کی محبت کے واقعات حدیثوں میں محفوظ ہیں، آپ کی سب اولادیں آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئی تھیں، صرف حضرت فاطمہ زہراؓ رہ گئی تھیں، اُن سے آپ کو غایت درجہ کی الفت تھی، ان کے متعلق آپ کا ارشاد ہے:

فاطمة بضعة مني فمن ابغضها فقد ابغضني

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔

آپ کو حضرت فاطمہؓ سے اس درجہ محبت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں ابوجہل کی لڑکی سے شادی کا پیام دیا، آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے

مخصوص خطبہ دیا اور فرمایا کہ:

بنی ہشام علی سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتے ہیں، اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں، میں کبھی اس کی اجازت نہ دوں گا، کبھی نہ دوں گا، کبھی نہ دوں گا، البتہ علی میری بیٹی کو طلاق دے کر نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔

دوسری روایتوں میں اس مخالفت کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ میں کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا، اور کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتا لیکن خدا کی قسم خدا کے رسول کی لڑکی اور اس کے دشمن کی لڑکی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

حضرت فاطمہؓ جب آپ کی خدمت میں آتیں تو ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اپنے پہلو میں بٹھاتے، اُن کی پیشانی کو بوسہ دیتے، جب سفر میں جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملتے، اُن کے صاحبزادوں حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے اُن کی محبت کے واقعات اتنے مشہور ہیں کہ اس کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ اپنے بعد ایک صغیر السن لڑکی چھوڑ گئی تھیں، اس کا نام امامہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اتنی محبت تھی کہ کبھی کبھی مسجد میں ساتھ لاتے تھے اور گود میں لئے ہوئے نماز پڑھاتے تھے، ایک مرتبہ امامہ کو کندھے پر بٹھائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی، جب رکوع میں جاتے تو اُتار دیتے تھے، اور جب کھڑے ہوتے تو پھر لے لیتے۔

اپنے نواسوں حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے آپ کی والہانہ محبت کے حدیثوں میں بکثرت واقعات ہیں جن کی شہرت کی بنا پر اُن کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

بقیہ:۔ بصائر و عبر

معاف ہے۔ آپ تشریف لائیے۔ ہم کو آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ ''تعجب کی بات ہے کہ ملنے کا اشتیاق تو آپ کو ہو اور آؤں میں'' غرض نہ گئے۔

(تحفۃ العلماء ص ۲۵۷)

گوہر

☆ کسی کے ایمان کا اندازہ اس کے وعدہ سے لگاؤ۔

☆ مضبوط ایمان ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔

☆ سادہ زندگی بسر کرنا ایمان کی علامت ہے۔

☆ صرف نیکی پر ایمان رکھنا زندگی کو پر مسرت بنا دیتا ہے۔

☆ فقر کا دوسرا نام اطاعت ہے اس سے برکت ہوتی ہے۔

☆ کارخانہ قدرت میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

(حضرت علیؓ)

''۱۱ر ستمبر کا ڈرامہ'' ایک اہم اضافہ کے ساتھ

تیسرا ایڈیشن غیر مجلد۔ اصلی نسخہ

مجلد نسخہ جعلی طباعت ہے۔

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے

تالیف: نذر الحفیظ ندوی

- نیا عالمی نظام
- مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
- میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
- دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
- عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
- ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
- ٹی وی کے منفی اثرات
- ذرائع ابلاغ کا علمی و فنی تجزیہ
- اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
- شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو

ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اردو زبان میں پہلی کتاب

دہلی، دیوبند، حیدر آباد، کشمیر، لکھنؤ کے BOOK DEPOT پر دستیاب۔

غیر مجلد۔ قیمت =/Rs.80

بہت آراستہ ہم کو کیا تہذیب مغرب نے
فقط اتنی کسر سمجھو کہ کچھ ایمان باقی ہے
ہوئے نیکی سے بیگانہ ترقی اس کو کہتے ہیں
فرشتے ہو گئے رخصت فقط شیطان باقی ہے

مظلوم کی بد دعا سے بچو

شمس الحق ندوی

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو وہ اس کی پکڑ سے نکل نہیں سکتا۔ (متفق علیہ)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے، حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم آپ کا ارشار سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی مظلوم ہے تب تو اس کی مدد کروں گا، اگر ظالم ہے تو اس کی مدد کس طرح کروں، آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روکو یہی اس کی مدد ہے۔

ظلم کا مزا بڑا کڑوا ہے، اس کا انجام بہت ہی برا ہے، ظلم سے بڑھ کر کوئی اور گناہ خدا کے نزدیک قابل سزا نہیں، اللہ تعالیٰ نے ظالم کو جتنی دھمکی دی ہے اتنا کسی اور کو نہیں فرمایا:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا۔ (سورہ کہف ۲۸)

''ہم نے ظالموں کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے پانی سے ان کی فریاد پوری کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوا اور جو) چہروں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا۔ آرام گاہ بھی بری۔ دوسری جگہ فرمایا:۔

یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ وَ الظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ (سورہ دہر ۳۰)

''جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

ظلم کی بدترین شکل یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے جب کہ سب کا خالق وہی ہے، حضرت لقمان کی زبان سے فرمایا:۔

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (سورہ لقمان ۱۳)

''اے بیٹے! خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

لوگوں کا حق مارنا اور اس میں ظلم و زیادتی کرنا ان گناہوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہوتا، ظلم اتنا بڑا گناہ ہے کہ نماز و زکوٰۃ اور توبہ و استغفار سے بھی اس کا کفارہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ ظالم صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے یا مظلوم سے معاف کروائے۔ فرمایا:۔

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (سورہ حم سجدہ ۴۵)

''اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔

حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

''یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا. کل المسلم علی المسلم حرام دمه و ماله و عرضه''

(اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور ظلم کو تم پر بھی حرام کیا ہے، سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے)۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ظالم کو سزا دینے میں ڈھیل دیتا ہے چنانچہ وہ اپنی گمراہی اور کجروی میں عرصہ تک مبتلا رہتا ہے اور برابر ظلم و جور کرتا رہتا ہے۔ فرمایا:۔

وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ (سورہ یونس ۱۱)

''اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی، سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انھیں ہم چھوڑ رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں''

یہ بھی اللہ کا انعام ہے کہ اللہ ظالم کو

ڈھیل دیتا رہتا ہے، اس کو مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ توبہ کرلے اور اپنی سرکشی سے باز آجائے۔

اس کے بعد بھی جب وہ ظلم کرتا رہتا ہے اور کمزوروں وناتوانوں پر زیادتی ہی کرتا رہتا ہے، یا خدا کی ڈھیل ومہلت سے دھوکے میں رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی سخت گرفت کرتا ہے اور اس کو اپنی سزا کے کوڑے سے ایسی مار مارتا ہے کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت اور خدا کے نیک بندوں کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ اگر ہم گذشتہ صدیوں کے واقعات سے عبرت حاصل کریں اور قرآن نے اگلے لوگوں کے ظلم کے جو قصے بیان کئے ہیں پھر ان کے ظلم کے سبب جو عذاب آیا ہے ان پر غور کریں تو اس میں ایسی عبرت نظر آئے گی جو ظالم کو ظلم سے روکدے، یا کم از کم یہ کہ اس کے ظلم وزیادتی میں کمی کردے اس کو زمین میں سرکشی وفساد برپا کرنے سے ڈرائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ۔ (سورہ ہود ۱۰۲)

"اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی (اور) سخت ہے"۔

مظلوم کی پکار اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں وہ براہ راست خدا تک پہنچتی ہے۔ فرمایا:۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔

"تم جو کچھ کرتے ہو، خدا اس سے بے خبر نہیں"۔ (سورۂ بقرہ ۷۴)

مظلوم کی نصرت ومدد کرکے اس کا حق دلانے اور ظالم کو ظلم سے روکنے ہی میں معاشرہ کے نظام کا سدھار وحفاظت ہے اور اسی طرح سے کمزوروں کو طاقتوروں کے ظلم سے بچایا جاسکتا ہے۔

کسی کمزور اور کسی کو طاقتور بنانے میں بھی خدا کی حکمت پوشیدہ ہے وہ چاہتا تو سب کو یکساں بنا سکتا تھا، خدا اس شخص کو خوش رکھے جس نے اپنے ساتھ انصاف کیا صرف اپنا مال لیا اور اس پر جو حقوق تھے ان کو ادا کئے اور عدالتوں اور ججوں کو اپنے ظلم وشکایت سے عافیت میں رکھا۔

اگر لوگ ان مذکورہ دونوں باتوں پر عمل کریں تو کوئی بادشاہ اور حاکم ظالم نہ نظر آئے اور نہ کسی کارکن میں خیانت نظر آئے نہ چوروں کا وجود ہو نہ لوٹ کھسوٹ اور دوسروں کا مال غصب کرنے والے نظر آئیں، نہ گرہ کٹوں کا وجود ہو، نہ جیلیں مجرموں سے بھریں، نہ عدالتوں میں جھگڑنے والوں کا شور وہنگامہ ہو، کسی بے خطا کو اپنے لئے کوئی خوف واندیشہ ہو اور نہ وہ اپنے ہم نشیں وساتھی پر کوئی الزام لگائے اور اس سے بدگمان ہو، اگر عوام اپنے حکام کو درست کردیں تو وہ کج روی نہ اختیار کریں، اگر عوام حکام سے ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کی دادرسی کا مطالبہ کریں اور اس میں سنجیدہ ہوجائیں تو نہ وہ چیخیں چلائیں نہ شور شغب کریں اور نہ ہی قتل کی دھمکی اور مال لوٹنے وغلط وناپسندیدہ افعال کی خبر سنائی دے، اور نہ ہی مرکزی شہروں اور دارالسلطنتوں میں قتل وغارت گری کے واقعات پیش آئیں، ظلم ایسی چیز ہے جس سے خوف وبے چینی پیدا ہوتی ہے اور گھروں، کارخانوں دوکانوں اور دفتروں میں اطمینان کے ساتھ کام کرنے والوں کو غیر مطمئن وپریشان کردیتی ہے، ہمارا یہ دور تہذیب وتمدن کی ترقی اور مکمل آزادی کا دور جیسا کہ آج کے لوگ سمجھتے ہیں۔

سب ظلموں سے بڑھ کر حکومتوں اور قوموں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے، جہاں عہد کا خیال کیا جاتا ہے نہ قوموں کا احترام ہے نہ کسی مصلح کا اثر ہوتا ہے۔ آج یہ چیزیں کس بنا پر ہورہی ہیں؟ عہد شکنی کیوں ہورہی ہے؟ امن وامان کی جگہ جنگ نے کیوں لے لی ہے؟ سب کچھ محض اس لئے ہورہا ہے کہ خودغرضی کا دور دورہ ہے اپنے کو برتر اور دوسرے کو کمزور وحقیر سمجھنے کی ذہنیت پیدا ہوگئی ہے، حکومتوں کا زوال اور تخت وتاج چھیننے اور بادشاہوں اور حکام کے معزول ہونے، پڑھی لکھی قوموں میں ہنگاموں اور بغاوت کے سارے واقعات ظلم وسختی کمزوروں کو حقیر سمجھنے اور نااہلوں کو حاکم بنانے کے سبب پیش آرہے ہیں، یہ تو ہونا ہی چاہیئے جیسی کرنی ویسی بھرنی، جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

ہم ذرا غور سے کام لیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ شاعر کے یہ اشعار صورت حال کی پوری تصویر کشی کررہے ہیں۔

وہ کوٹھی جو تم کو نظر آرہی ہے
جو اپنی شوکت پہ اترا رہی ہے
ذرا اس کے گملوں کے پھولوں کو سونگھو
تو خونِ غریباں کی بو آرہی ہے

فکر وتشویش کی بات یہ ہے کہ اس وقت ظلم کو ظلم کہنے والا ابھی دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا۔

بصائر وعبر

از:۔ محمد نعیم صدیقی ندوی (مقیم ابوظہبی)

غرور کا سر نیچا:

۱۴ر اپریل ۱۹۱۲ء کی بات ہے جب ٹائی ٹینک (TITANIC) نامی ایک دیو قامت بحری جہاز سمندر میں رواں دواں تھا، اس جہاز کو دنیا کا سب سے پرتعیش اور محفوظ جہاز خیال کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس جہاز کو "نا ڈوبنے والا جہاز" (UnsinkableShip) کا خطاب دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو تیار کرنے والوں کو اس پر بڑا ناز وفخر تھا۔

اپریل کی ۱۴ر اور ۱۵ر تاریخ کی درمیانی شب تھی کہ جب یہ جہاز سمندر میں موجود ایک آئس برگ (Ice Berg) سے ٹکرا کر حادثہ کا شکار ہوگیا، اس وقت اس جہاز کی رفتار ۲۱ر ناٹ فی گھنٹہ تھی، اس جہاز پر سے کنٹرول ٹاور اور اردگرد بہت سے سگنل بھیجے گئے، لیکن ان کا کوئی فائدہ برآمد نہ ہوا، یہاں تک کہ رات کے دو بج کر بیس منٹ پر یہ جہاز مکمل طور پر غرق آب ہوگیا، جہاز میں سوار ۱۴۲۲ افراد ہلاک ہوگئے اور صرف ۷۰۵ افراد اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوسکے، اس حادثہ کو بحری جہاز کا بدترین حادثہ قرار دیا جاتا ہے۔

"نا ڈوبنے والا جہاز" کیسے ڈوب گیا؟ اس کا مختصر سا جواب تو یہ ہے کہ قانون خداوندی کے تحت، ٹائی ٹینک محض ایک عظیم الشان جہاز نہ تھا بلکہ انسانی غرور اور برتری کی بدترین مثال بھی تھا۔ (انگریزی سے ترجمہ)

ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا:

امام نووی نے امام طبرانی کی سند سے شرح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کا ایک سبق آموز واقعہ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت جریر بن عبداللہؓ نے اپنے غلام کو ایک گھوڑا خرید کر لانے کا حکم دیا، وہ غلام تین سو درہم میں گھوڑا خرید لایا، ساتھ ہی رقم دلانے کے لئے گھوڑے کے مالک کو بھی لیتا آیا، حضرت جریرؓ کو مقررشدہ رقم بتلائی گئی اور گھوڑا بھی پیش کردیا گیا، آپؓ نے اندازہ کیا کہ گھوڑے کی قیمت تین سو درہم سے کہیں زیادہ ہے، چنانچہ آپؓ نے گھوڑے کے مالک سے کہا کہ آپ کا یہ گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ قیمت کا ہے کیا آپ چار سو درہم میں فروخت کریں گے؟ اس نے جواب دیا: اے ابو عبداللہ جیسے آپ کا جی چاہے، حضرت جریرؓ نے فرمایا: آپ کے گھوڑے کی قیمت چار سو درہم سے بھی زیادہ ہے، کیا آپ پانچ سو درہم میں فروخت کریں گے؟ اس نے کہا کہ میں تیار ہوں، الغرض حضرت جریرؓ نے گھوڑے کی قیمت میں سو درہم کی زیادتی کرتے چلے گئے اور بالآخر آٹھ سو درہم میں وہ گھوڑا خریدا اور رقم مالک کے حوالے کردی۔ کسی نے حضرت جریرؓ سے پوچھا کہ جب مالک تین سو درہم پر راضی تھا تو آپ نے اسے آٹھ سو درہم دے کر اپنا نقصان کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ گھوڑے کے مالک کو اسکی قیمت کا صحیح اندازہ نہ تھا، میں نے ایک مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرتے ہوئے اسکو گھوڑے کی پوری قیمت ادا کی ہے، کیوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہمیشہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا، میں نے اسی وعدہ کو پورا کو پورا کیا ہے"۔

(شرح مسلم نووی ج ا ص ۵۵)

اسی طرح کا ایک واقعہ مناقب موفق میں امام ابو حنیفہؒ سے بھی منقول ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

"مسعد بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص ریشمی کپڑا لے کر آیا اور امام صاحب سے وہ کپڑا خریدنے کی پیشکش کی، امام صاحب نے اس سے پوچھا: کتنے کا دوگے؟ وہ بولا ایک ہزار درہم کا، امام صاحب نے فرمایا: اس کی قیمت اس سے زیادہ ہے، میں دو ہزار میں خریدتا ہوں، وہ خوش ہوکر بولا ٹھیک ہے، امام صاحب نے فرمایا اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے، میں تین ہزار میں خریدتا ہوں، وہ بولا ٹھیک ہے، امام صاحب نے فرمایا اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے،

میں چار ہزار درہم میں اس کو خریدتا ہوں، غرض امام صاحبؒ اسی طرح ہر بار ہزار ہزار بڑھاتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اس سے وہ کپڑا آٹھ ہزار درہم میں خریدا۔

(مناقب موفق ص ۱۹۷)

کمال احتیاط وتقویٰ:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ نے اپنی "آپ بیتی" میں کچھ اکابر علماء کے غایت تقویٰ اور کمال ورع و احتیاط کے نہایت بصیرت افروز واقعات لکھے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

(۱) "حضرت اقدس مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ مظاہر علوم کی تعمیر کے چندہ کے سلسلہ میں کلکتہ تشریف لے گئے، تو مولانا مرحوم نے سفر سے واپسی پر اپنے سفر کی آمد وخرچ کا مفصل حساب مدرسہ میں داخل کیا تو وہ رجسٹر میں نے خود پڑھا، اس میں ایک جگہ لکھا تھا کہ کلکتہ میں فلاں جگہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے گیا تھا۔ اگرچہ وہاں چندہ خوب ہوا لیکن میری سفر کی نیت دوست سے ملنے کی تھی، چندہ کی نہیں تھی، اس لئے وہاں آمد ورفت کا اتنا کرایہ حساب سے وضع کرلیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ کا یہ معمول تھا کہ مدرسہ کے اوقات میں جب کوئی مولانا قدس سرہ کا عزیز ذاتی ملاقات کے لئے آتا تو اس سے باتیں شروع کرتے وقت گھڑی دیکھ لیتے اور اسکی واپسی پر گھڑی دیکھ کر ایک پرچہ پر تاریخ اور منٹوں کا اندراج فرما لیتے، اور ماہ کے ختم پر ان اوقات کو جمع فرما کر نصف یوم سے کم ہوتا تو آدھے دن کی رخصت اور اگر نصف یوم سے زیادہ ہوتا تو ایک روز کی رخصت مدرسہ میں لکھوا دیتے۔

(۳) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ جتنی دیر سبق پڑھاتے رہتے اتنے وقت مدرسہ کی قالین پر تشریف فرما رہتے تھے، لیکن جب درس ختم کرکے اپنے اعزہ میں سے کسی شخص سے بات شروع کرتے تو قالین چھوڑ کر بیٹھ جاتے اور فرماتے "مدرسہ نے یہ قالین ہمیں درس وتدریس کے لئے دیا ہے، ذاتی استعمال کے لئے نہیں"۔

(۴) ہمارے مدرسہ کے مہتمم مولانا عنایت صاحبؒ کے پاس دفتر میں دو قلمدان تھے، ایک مدرسہ کا دوسرا اپنا ذاتی، اور ذاتی قلمدان میں چھوٹے چھوٹے پرچے بھی پڑے رہتے تھے، اپنے گھر یا کوئی بھی ذاتی پرچہ لکھنا ہوتا تو مدرسہ کے قلم دان یا مدرسہ کے کاغذ پر نہیں لکھتے تھے۔

(۵) میرے والد (حضرت مولانا محمد یحییٰ) نور اللہ مرقدہ کا کھانا اس زمانے میں بازار سے آیا کرتا تھا...... جو شام کو مدرسہ آتے آتے بالکل جم جاتا تھا، میرے والد صاحب سالن کے برتن کو مدرسہ کے حمام کے قریب (حمام کے باہر) رکھ دیتے تھے، جب نیم گرم ہو جاتا تو نوش فرما لیا کرتے تھے، اس پر دو تین روپے ہر ماہ چندہ کے نام سے اس دور کی آگ کے انتفاع کی وجہ سے دیا کرتے تھے"۔

(آپ بیتی ج ۲ ص ۱۸۶-۱۸۸)۔

رزق حلال اور ایثار نفس کی برکت:

مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ ایک مرتبہ کسی گاؤں کی ویران مسجد میں ٹھہرے وہاں مغرب کی تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی مغرب کی نماز پڑھی، نماز کے بعد جب آپؒ کو دیکھا تو اپنے گھر گیا اور تین روٹیاں لاکر آپؒ کو دیں، آپ نے ان کو تناول فرمایا اور سو گئے، رات کو خواب میں رسول ﷺ کی زیارت ہوئی اور عجیب و غریب انوار و برکات ظاہر ہوئے، اس لیے آپؒ اگلے دن پھر وہیں ٹھہر گئے دن بھر کوئی نہ آیا، بعد مغرب پھر وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر اپنے گھر سے دو روٹیاں لاکر دیں، یہ رات بھی پہلی رات کی طرح گزری اور حضور پاک ﷺ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے، آپؒ اگلے دن پھر وہیں ٹھہرے رہے، بعد مغرب وہی شخص آپؒ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہنے لگا:

"بھائی مسافر، اب جاؤ کل کو یہاں نہ ٹھہرنا!"

آپؒ نے فرمایا:

"میرے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمھاری روٹی میں عجیب لذت و حلاوت محسوس کرتا ہوں اور بڑے انوار و برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم حقیقت حال بتاؤ، تب میں یہاں سے جاؤں گا"۔

اس شخص نے کہا:

"میں بہت غریب آدمی ہوں۔ دن بھر محنت کرکے جو پیسے ملتے ہیں اس کا تھوڑا آٹا لے کر آتا ہوں، جس میں تین روٹیاں پکتی ہیں۔ ایک روٹی میری، دوسری میری بیوی کی اور تیسری بچے کی۔ پہلے دن ہم تینوں نے فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں تمھیں لاکر دے دیں۔ دوسرے

دن بچے کی حالت دیکھی نہ گئی اس لئے ایک روٹی اس کو دے دی اور تمھیں دو روٹیاں لاکر دیں۔ آج بھوک کی وجہ سے بیوی بیتاب تھی، اس کے حصے کی روٹی اس کو دے دی اور اپنے حصے کی لے آیا۔ اور اب کل کو مجھ میں بھی فاقہ کی طاقت نہیں۔ اس لئے مجبوراً تمھیں یہاں سے جانے کا کہنا پڑا"۔

"یہ اسی اکل حلال اور آیثار کے ثمرات ہیں کہ میں نے ہر رات میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی تھی"۔ (مواعظ درد محبت مولانا حکیم اختر صاحب ۲۷۵)

امیر اور مامور کا یکساں معیار زندگی:

ایک بار آذر بائی جان کے گورنر حضرت عتبہ بن فرقدؓ حضرت عمرؓ سے ملنے مدینہ منورہ آئے۔ امیر المؤمنین کے گھر کے باہر پہونچ کر اپنے آنے کی اطلاع دی۔ انھوں نے اندر بلالیا، اس وقت وہ کھانا کھا رہے تھے، حضرت عتبہؓ کو بھی اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت دی چنانچہ وہ بھی دستر خوان پر بیٹھ گئے، لیکن چند لقمے کھا کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا: عتبہ کیا بات ہے تم کھانا نہیں کھا رہے ہو؟ انھوں نے عرض کیا! امیر المؤمنین جو آپ کھا رہے ہیں اس کو کھانا میرے بس کی بات نہیں، میں حیران ہوں کہ آپ اس بن چھنے آٹے کی روٹی اور زیتون کے تیل کے ساتھ کیسے گزارہ کرتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ہاں بھائی کرنا ہی پڑتا ہے"۔

حضرت عتبہؓ نے کہا "لیکن اگر آپ آٹا چھنوا لیا کریں اور تیل کی کوئی اچھی قسم استعمال کریں تو کیا ہی اچھا ہو"۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "مگر اے عتبہ مجھے بتاؤ کہ کیا تمام مسلمان چھنے ہوئے آٹے کی روٹی اور عمدہ تیل استعمال کرسکتے ہیں؟"

حضرت عتبہؓ نے عرض کیا: "نہیں یہ تو ممکن نہیں"

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو پھر ایسی چیزیں جو عام مسلمانوں کو نہ مل سکیں، میرے لیے کیسے جائز ہوسکتی ہیں۔ کیا میں یہ پسند کرلوں کہ میری تمام نیکیاں اس زندگی میں ختم ہوجائیں اور قیامت کے دن کے لئے کچھ بھی نہ بچے؟"

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳۰)

ارباب تراجم نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خوراک کا یہ حال تھا کہ بن چھنے آٹے کی روٹی کھاتے تھے اور دستر خوان پر اکثر ایک ہی سالن ہوتا تھا، کبھی زیتون کا تیل، کبھی سرکہ اور کبھی سبزی، کبھی کبھی گوشت اور دودھ بھی کھانے میں شامل کرلیتے تھے۔ قحط کے زمانے میں زیتون کا تیل یا گھی اور گوشت کھانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔

اہل علم اور استغناء:

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ "مالداروں سے علماء وصلحاء کا اظہار استغناء دین کی ایک اہم ضرورت ہے، اس کے نہ ہونے کے سبب عام لوگوں میں نہ علماء کی بات کا کوئی اثر رہتا ہے اور نہ علماء سے کما حقہ استفادہ کرسکتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ علماء کو اپنا محتاج سمجھتے ہیں، لیکن ان کے عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ اصل میں احتیاج کس کو ہے؟ مال تو فانی چیز ہے، عوام الناس کو جس چیز کی احتیاج ہوتی ہے اس سے یہ لوگ بے خبر ہیں"۔

فرمایا "اہل علم کی شان تو یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی فاقہ مستی پر نازاں اور خوش ہوں اور کسی اہل دنیا کی طرف اپنا ہاتھ دراز نہ کریں بلکہ منہ بھی نہ لگائیں۔ اہل علم کو تو دنیا اور دنیا والوں پر نظر بھی نہ کرنا چاہیئے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ علماء کو عوام اور جاہل لوگوں کے تابع نہ بن کر رہنا چاہیئے۔ اس سے تو دین کی اہمیت اور احترام ان کے قلوب سے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔ آج جو عوام کی ہمت اور جرأت بڑھ گئی ہے کہ وہ اہل علم کو حقیر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان بیچارے عوام کو معلوم نہیں کہ علماء کو حقیر سمجھنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس لئے کہ علماء تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ کوئی شخص علماء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حقیر سمجھتا ہے تو گویا یہ شخص درپردہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو حقیر سمجھتا ہے۔ کسی نبی کو ایسا سمجھنا کتنے بڑے گناہ کا کام ہے۔ لہذا جب اہل علم اس معاملہ میں محتاط رہیں گے اور سنجیدگی اختیار کریں گے تو پھر ان عوام بیچاروں کا بھی بھلا ہوگا اور ان کی آخرت کی زندگی سنور جائے گی"۔

(تحفۃ العلماء ص ۱۴۰)

فرمایا "کہ علماء کو اول لینے میں بہت ہی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس کی احتیاط نہ کی جائے تو اس کا ضرر اور نقصان بہت زیادہ ہے۔ اس میں دین کی سخت بے وقعتی اور ذلت ہوتی ہے۔ امراء کی طرف اگر از خود التفات کیا جائے تو وہ خواہ کتنے خلوص کے ساتھ ہو تاہم ان کا گمان یہی ہوتا ہے کہ ان علماء کی ہمارے ساتھ کوئی غرض ضرور ہے۔ اس کے برعکس غریبوں کے ساتھ اگر ذرا شیریں کلامی کی جائے تو وہ پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ دین کی وقعت باقی رکھنے کے لئے امراء اور

اہل اقتدار سے از خود تعلقات پیدا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر وہ تعلق پیدا کرنا چاہیں تو پھر انکار بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی امیر تمھارے پاس دین کی وجہ سے آیا تو وہ امیر نہیں بلکہ ''نعم الأمیر'' ہوگیا۔ اب اس کو دنیادار سمجھ کر اس سے ہرگز بے التفاتی نہیں کرنی چاہیئے''۔ (تجدید تعلیم وتبلیغ ص ۷۵)

ہمارے اسلاف میں استغناء وبے نیازی کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دفعہ امام مالکؒ سے درخواست کی کہ شہزادوں کو حدیث شریف پڑھانے کے لئے آجایا کیجئے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ آپ ہی کے خاندان سے علم دین کی عزت ہوئی ہے اور آپ ہی بے عزتی کرتے ہیں۔ ہارون نے کہا کہ ''اچھا! شہزادے آپ کی خدمت میں ہی حاضر ہوجائیں گے۔ مگر اس وقت مجلس درس سے عام لوگ الگ کردیئے جائیں'' امام مالکؒ نے کمال جرأت واستغناء کے ساتھ فرمایا: ''یہ بھی نہیں ہوسکتا'' چنانچہ (امین ومامون) خود عمومی مجلس درس میں حاضر ہوکر حدیث شریف کی سماعت کرتے۔ علامہ شبلیؒ نے اس واقعہ کو بڑے مؤثر انداز میں منظوم بیان کیا ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک دفعہ رام پور گئے۔ نواب صاحب کو خبر ہوئی تو مولانا کو ملاقات کے لیے بلا بھیجا۔ مگر مولانا نہیں گئے اور حیلہ کیا کہ ہم دیہاتی لوگ آداب شاہی سے واقف نہیں۔ خدا جانے کیا بے ادبی ہوجائے۔ نواب صاحب نے کہا کہ آپ کو ادب وغیرہ سب

باقی ۴۱ پر

مفکر اسلام

نقوش وتاثرات

از:۔ مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی۔ صفحات۔۹۶۔ سائز ۱۶۔۲۳×۳۶۔ قیمت -/25

ناشر:۔ محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل فکر ودعوت کی امتیازی خصوصیات کو روشن کرنے والی ایک قابل مطالعہ کتاب۔ کتاب کا ہر نقش اور اس کے حروف کا ہر تاثر حضرت کی فکر ودعوت کا اداشناس ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ،

P.O.No.119, Nadwatul Ulama Lucknow

Phone No. 787242

''شیروان اسپشلسٹ''

انوار ٹیلر۔ ڈریپر

شمشاد مارکیٹ اے، ایم، یو علیگڈھ

ٹیلفون۔ 0571/703787

برانچ

انوار اینڈ سنس ٹیلر وڈریپر

اسحاق گیس سروس کے سامنے۔

میڈکل روڈ۔ دودھ پور علیگڈھ

ٹیلفون۔ 0571/702108

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاح وتجدید کی مختصر تاریخ، مغربی تہذیب کی یلغار، اس کے دفاع کی ابتدائی کوششیں، ان کا تجدیدی کارنامہ اور ان کی سیرت کی تشکیل وتعمیر کے بنیادی عناصر

دوسری وآخری قسط

بلال عبدالحی حسنی ندوی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اصل تجدیدی کارنامہ

حضرت کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ کا نگاہ بصیرت سے مطالعہ کیا، سادہ دل مشرق اور شاطر وہوشیار مغرب کی کشاکش کو دیکھا اور سمجھا، اور زمانہ کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا۔

مغرب کی فکری، تہذیبی وتمدنی یلغار کا پورا عالم اسلام شکار ہورہا تھا اور جزیرۃ العرب بھی اس کے حملوں سے چور چور تھا، اس کی شدید ضرورت محسوس ہورہی تھی کہ کوئی کھل کر خامیوں کی نشاندہی کرنے والا ہو۔

برطانوی سامراج اور مغربی استعمار جس نے تقریباً پورے عالم اسلام کو اپنے شکنجہ میں جکڑ رکھا تھا، اس کے اثرات اتنے وسیع اور عمیق پڑ رہے تھے کہ گذشتہ صدیوں کی مسافت معلوم ہوتی ہے۔ حضرتؒ نے عالم اسلام کے مختلف ملکوں کے حالات کا جائزہ لیا، اور عالمی سطح پر اپنی پرزور تحریروں سے ایک ایک ملک کے مسلمانوں کو مخاطب فرمایا، ان ممالک کی خصوصیات کا اعتراف بھی کیا، اس کے ساتھ مغربی تہذیب کے جو مضر اور دین دشمن اثرات وہاں پڑرہے تھے پوری قوت وجرأت کے ساتھ ان کی نشاندہی فرمائی اور ان کو ان ہی کی زبان میں ان کی نفسیات کو سامنے رکھ کر خطاب کیا، ان کے دھڑکتے ہوئے دلوں پر دستک دی اور ان کی خودی کو للکارا اور ان خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی سعی کی جو اس تہذیب کے ظاہری شکوہ وسطوت میں دب کر رہ گئی تھیں۔ حضرتؒ کی آواز ان حالات میں اگرچہ نامانوس تھی لیکن یہ ان کے دل کی آواز اور ضمیر کی للکار تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی ملکوں میں خاص طور پر عرب ممالک میں جو مغرب کے دست نگر بنے ہوئے تھے اس کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا، اور ہر طبقہ نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ چیز ان میں اسلامی بیداری کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، لوگوں کا طرز فکر بدلنے لگا، مغربی تہذیب کے بادل چھٹنے لگے اور خود اہل مغرب کو محسوس ہونے لگا کہ اگر اس فکر کو آزاد چھوڑ دیا گیا تو یہ مغربی تہذیب کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ اسی لئے برطانیہ کے بعض ماہرین فکر وماہرین تعلیم نے وہاں حضرتؒ کی بعض کتابوں پر پابندی کا بھی مطالعہ کیا۔

حضرتؒ کے اس انداز خطاب نے پورے عالم اسلام پر اثر ڈالا، اسلام کا حقیقی چہرہ لوگوں کے سامنے آیا، اس کی روشنی وتابناکی سے مسلمانوں کے قلوب منور ہوئے اور یہ حقیقت واشگاف ہوئی کہ دنیا کے خانہ میں مسلمان ایک مؤثر عامل (Factor) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی ترقی میں دنیا کی ترقی مضمر ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات یکسر فراموش کردی گئیں تو یہ دنیا اخلاقی انارکی اور انسانی قدروں کی پامالی میں اس حد تک جاسکتی ہے کہ اس کا دیوالیہ پن ظاہر ہوجائے۔

حضرتؒ کی اس فکر ودعوت نے خود اعتمادی کی فضا قائم کی۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت پیدا ہوئی اور حضرتؒ کی ذات کو عالم اسلام میں وہ مقبولیت ومحبوبیت عطا ہوئی جو قریبی زمانہ میں شاید ہی کسی کے حصہ میں آئی ہو۔

عالم اسلام کے لئے مرکز اتصال ووحدت

عالم اسلام میں حضرتؒ کی مقبولیت ومحبوبیت میں بنیادی حصہ اگر چہ حضرتؒ کے اس تجدیدی کارنامہ کو ہے کہ وہ فکر پورے عالم اسلام کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی حضرتؒ کی جامعیت، اصابت فکر، زہد واستغنا اور اس اسلامی وایمانی زندگی کو بھی اس میں بڑا دخل ہے جو حضرتؒ کو دوسرے معاصر مفکرین وعلماء سے ممتاز کرتی ہے۔ حضرتؒ نے ہر طبقہ کے لوگوں کو مخاطب فرمایا، غریبوں کے دروازوں کو بھی کھٹکھٹایا، امراء کے دلوں پر بھی دستک دی اور خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کیا۔

حضرتؒ نے وہ کریمانہ اخلاق اپنائے جن کو اخلاق نبوی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کا پرتو کہا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ طبیعت کی نرمی، تواضع وانکسار، قوم وملت کے لئے خیر خواہی وخیر طلبی، دلسوزی ودرد مندی، حصول مقصد کے لئے لگن اور قربانی، والہانہ جذبۂ عمل، فہم وفراست اور مقصد کی بلندی جیسی ممتاز صفات ان کی خصوصیات ہیں۔ دوسروں کے لئے وسعت قلبی کا حال یہ تھا کہ دین وملت کی تعمیر میں حصہ لینے والے ہر ہر فرد اور جماعت کے لئے آپ کے دل میں جگہ تھی۔ اسی طرح کسی کی دل آزاری کرنا تو گویا آپ کے یہاں کفر تھا۔

وسعت فکر ونظر کے باوجود اس میں پورے طور پر سلامت روی اور دین میں پورا تصلب کہ طریقہ سلف سے ذرا بھی انحراف وشذوذ نہ ہو آپ کا امتیازی وصف ہے۔ آپ نے دین کو اس کی اصل شکل میں زمانہ اور حالات کی رعایت کرتے ہوئے اس طرح پیش فرمایا کہ اس کی ابدیت وحقانیت پر اعتماد بحال ہوا، یہ ایسی وسیع وہمہ گیر اور بنیادی فکر تھی کہ پورے عالم اسلام پر اس کی چھاپ پڑی۔

اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوا کہ پورے عالم اسلام میں آپ کی حیثیت ایک مرکز اتصال ووحدت کی ہوگئی۔ ہر صحیح الفکر جماعت تنظیم اور ادارے میں آپ کی شرکت اور سرپرستی کو اس کے لئے قابل فخر سمجھا جانے لگا، وہ علمی اکیڈمیاں ہوں، دعوتی وفکری تحریکات ہوں یا طریقہائے تصوف وارشاد ہوں، ان کا تعلق عرب سے ہو یا عجم سے ہر جگہ حضرتؒ کی ذات صرف رکن رکین ہی نہیں بلکہ اکثر وبیشتر صدر نشین نظر آتی ہے۔

مقبولیت کا راز اور ظاہری طور پر اس کے تکوینی عناصر

مجددین ومصلحین کی تاریخ کا مطالعہ کرنے اور ان کی زندگیوں کا جائزہ لینے سے صاف نظر آتا ہے کہ تین اوصاف ان کے اندر مشترک ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ یہی اوصاف اللہ کی طرف سے "انتخاب واصطفاء" کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان میں پہلی چیز آبائی خصوصیات بالخصوص ان کا تقویٰ واحتیاط اور حرام بلکہ مشتبہ مال سے بھی حد درجہ اجتناب ہے اس کا نسل پر اثر پڑنا ایک قدرتی امر ہے۔ دوسری چیز اصلاح وتربیت کے لئے مناسب ماحول کا ملنا اور ایسے تربیت کرنے والے معلمین واساتذہ کا میسر آنا ہے جو خود بھی صاحب درد وفکر ہوں۔ تیسری چیز ذاتی محنت اور وہ طلب وذوق ہے جو ایک قوت محرکہ کی حیثیت رکھتا ہو۔

حضرتؒ کی زندگی ان تینوں چیزوں کی آئینہ دار نظر آتی ہے۔ آپ کے خاندان میں علم کے ساتھ ہمیشہ زہد واتقاء اور تربیت نفس کا اہتمام رہا، خاص طور پر آپ کی جدی شاخ اس صفت میں ممتاز تھی۔ والد ماجد مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے دو چیزوں کا غایت درجہ خیال رکھا، ایک دل آزاری سے اجتناب آخری درجہ میں تھا، دوسرے اس کا شدت کے ساتھ اہتمام تھا کہ مشتبہ ومشکوک مال کا ایک حبہ بھی گھر میں داخل نہ ہونے پائے۔ جد مادری حضرت شاہ ضیاء النبیؒ اپنے زمانے کے عارف کامل اور اپنے دور میں عظمت وبزرگی کی علامت تھے، خاندان میں

ان کے اخلاص واستقامت کے چرچے تھے، حضرتؒ کے دل ودماغ پر قدرتی طور پر اس کا بھی اثر پڑا۔ اس کے علاوہ خاندان کی نمایاں شخصیات کی امتیازی صفات وخصوصیات جن کا چرچا ہونا ایک قدرتی امر ہے، نسلی طور پر حضرتؒ میں منتقل ہوئیں، خاص طور پر حضرت سید احمد شہیدؒ کی ذات والا صفات نے ذہنی وفکری طور پر متاثر کیا، حضرتؒ نے اصلاح وتجدید کی جو کوششیں فرمائیں ان پر سید صاحبؒ کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔

دوسری چیز جو کسی بھی شخصیت کی تشکیل میں موثر کردار ادا کرتی ہے وہ سازگار ماحول کا ملنا اور صاحب ذوق وصاحب فکر معلم ومربی کا فراہم ہونا ہے۔ حضرتؒ کے والد ماجد کی اس وقت وفات ہوئی کہ حضرتؒ کی عمر صرف نو سال کی تھی مگر برادر معظم حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحبؒ نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو تعلیم وتربیت کا بڑا حکیمانہ ذوق عطا فرمایا تھا، ان کی نگاہ بڑی دور رس اور فکر بڑی وسیع تھی، پورا عالم اسلام گویا ان کی نگاہ میں تھا، کسی ملک میں اگر کسی مسلمان پر بحیثیت مسلم کے ضرب آتی تو وہ اس کی چوٹ اپنے دل پر محسوس کرتے تھے، وہ زمانہ کے تقاضوں سے پوری طرح باخبر اور اس کے نبض شناس تھے۔ دوسری طرف ان کو اشاعت اسلام کی ہمیشہ فکر رہا کرتی تھی۔ انھوں نے حضرتؒ کی تعلیم وتربیت کا ایسا نظام کیا کہ وہ عالمی سطح پر اصلاح وتجدید کا فریضہ انجام دے سکیں، ان کے اندر وہ استعداد پیدا ہو کہ ہر طبقہ کے لوگوں سے آنکھیں ملا کر بات کرسکیں، ان میں فکر ونظر کی وسعت اور دعوت کی ایسی لگن اور اصلاح امت کا ایسا جذبہ اور درد پیدا ہو جو انبیاء کرام خاص طور پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے، اور ان کی زندگی خود

باقی ۲۹ پر

The fragrance Of East

انگریزی سہ ماہی رسالہ "فریگرینس آف ایسٹ" کا تازہ شمارہ جو اپریل۔ جولائی اور اکتوبر ۲۰۰۲ء کا مجموعہ ہے "گجرات کی تباہی" پر خاص شمارہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

اس کی دستاویزی حیثیت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے معلوم ہوسکے گا۔ خاص شمارہ کی قیمت ۱۰۰ر روپیہ ہے، رجسٹری ڈاک ۲۵ر روپیہ ہے۔

فریگرینس کے سالانہ خریداروں کو خاص نمبر بغیر کسی زائد رقم کی ادائگی کے بھیجا جائیگا، البتہ انھیں ۲۵ر روپے رجسٹری ڈاک کے لئے روانہ کرنا پڑیں گے، اگر آپ کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہو تو تجدید کرالیں، نیز اپنے حلقہ احباب میں اسکی توسیع واشاعت میں تعاون فرمائیں۔

ملنے کا پتہ:۔

(فریگرینس آف ایسٹ معرفت دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ)

اگر مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں تو.....

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

جہاں اسلام کبھی اجنبی تھا

روانڈا۔ جہاں اسلام کبھی بالکل اجنبی تھا صدیوں میں جاکر مسلمانوں کی آبادی سات فیصد ہوئی تھی، مگر گزشتہ صرف آٹھ سال میں یہ آبادی بڑھ کر ۱۴/فی صد ہوگئی، ایسا کیوں کر ہوا، اس کے جواب سے پہلے وسطی افریقہ کے اس عیسائی ملک کی حالیہ تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔ روانڈا کا نام آتے ہی بہت سوں کا ذہن سب سے پہلے اس خانہ جنگی کی طرف گیا ہوگا جو آٹھ سال قبل برپا ہوئی تھی۔ یہ خانہ جنگی دو قدیم نسلوں۔ ہوتو اور تتسی۔ کے درمیان ہوئی تھی۔ ہوتو نسل کے باشندے ۸۰/فیصد تھے۔ دونوں کے درمیان کشیدگی ایک زمانے سے چلی آرہی تھی۔ ہوتو نسل کو شکایت تھی کہ تتسی اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی ملکی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہیں۔ پھر اپریل ۱۹۹۴/ میں ایک فضائی حادثہ میں روانڈا اور پڑوسی مملکت برونڈی کے صدور کی موت کے بعد فسادات بھڑک اٹھے، مارے جانے والوں میں بہت بڑی اکثریت تتسی باشندوں کی تھی۔ دونوں نسلوں کے لاکھوں افراد نے پڑوسی ملکوں میں پناہ لی۔ ہزاروں خاندانوں کو مسلم علاقہ میں مسلمانوں نے اپنے گھروں میں پناہ دی۔

اور خانہ جنگی اس کے باوجود ہوئی

اور یہ خانہ جنگی اس کے باوجود ہوئی کہ دونوں نسلوں کے باشندے ہم رنگ تھے، عیسائی تھے، رومن کیتھولک عیسائی، تھوڑے پروٹسٹینٹ بھی تھے۔ کچھ فیصد آبادی مقامی عقائد کی حامل تھی، مگر نسلی عصبیت اس قدر شدید تھی کہ ہم مذہبوں نے ہم مذہبوں کو بیدردی سے مارا۔ روانڈا کی مسلم اقلیت، جو دونوں نسلوں پر مشتمل ہے۔ اس نسل کشی سے دور رہی، کچھ تو اس لئے کہ مسلمانوں کے علاقے علیحدہ تھے اور زیادہ اس لئے کہ دین اسلام نسلی عصبیت سے بالاتر ہے۔ مسلم گھروں میں پناہ لینے والے ہزاروں خاندانوں نے جن میں زیادہ تر تتسی تھے، جب مسلمانوں کا یہ حسن سلوک دیکھا، ان کے عقائد اور انسانی مساوات سے متعارف ہوئے تو متاثر ہونے لگے۔ اور "ایسا کیوں کر ہوا"۔ کا جواب یہی ہے۔ آج روانڈا میں مسلم آبادی ۱۴/فیصد ہے۔ مساجد آباد ہیں، جمعہ کو مساجد میں جگہ نہیں ملتی، مساجد سے متصل جگہوں پر نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ لوگ اذان سے بہت پہلے جمع ہوجاتے ہیں۔ روانڈا میں اسلام اور مسلمانوں کی اس تازہ پوزیشن کی خبر جاری کی ہے، شگاگو ٹربیون کے (Laurie Goering) نے جو سعودی گزٹ نے ۱۶/اگست کے شمارے میں شائع کی ہے۔

یہ رجحان پورے روانڈا میں ہے

یہ نہیں کہ دین حق سے متاثر صرف وہی برادریاں ہوئیں جو خانہ جنگی کے دوران مسلمانوں کے رابطہ میں آئی تھیں بلکہ خبر بتاتی ہے کہ یہ رجحان پورے روانڈا میں ہے، جیسا کہ خبر کی سرخی ظاہر کرتی ہے "نسل کشی کے بعد روانڈا میں اسلام سے دلچسپی" مملکت کے مسلم رہنما شیخ صالح جبی مانا کہتے ہیں "ہم ہر جگہ موجود ہیں، روانڈا کے تقریباً تمام بڑے چھوٹے شہروں میں مساجد قائم اور آباد ہیں"۔ محسوس ہوتا ہے کہ روانڈا کے مسلمانوں میں دین کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت اور دینی حمیت موجود ہے، تاہم یہ نہیں معلوم کہ ہوتو اور تتسی باشندوں کی نسلی عصبیت ختم کرکے ان کے دلوں کو جوڑنے اور انہیں دین حنیف کی طرف راغب کرنے میں ان کی شعوری کوشش کتنی ہے۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ دین فطرت کی کشش خود اپنا کام کررہی ہے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ دنیا میں ایسے واقعات جہاں جہاں بھی ہورہے ہیں، دین فطرت کی اپنی کشش کی بنا پر ہورہے ہیں۔ باوجود اس کے دنیا میں آج اسلام مخالف پروپیگنڈا اپنے تاریخی عروج پر ہے اور باوجود اس کے کہ مسلمان بے عمل ہیں، جامد ہیں بلکہ بعض ملکوں میں اپنے طرز عمل سے دین کی راہ میں رکاوٹ ہیں، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر امت مسلمہ صحیح مفہوم میں امت مسلمہ بن جائے تو نصرت الٰہی کے جوش کا عالم کیا ہوگا۔

(بشکریہ سہ روزہ دعوت نئی دہلی ۷/ستمبر ۲۰۰۲ء)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسی صاف ستھری زندگی گذاریں جو دوسروں کے لئے نمونہ اور آئیڈیل ہو۔

تاتارستان میں اسلام کا احیاء

مسجدوں کی بڑے پیمانے پر تعمیر

ایک زمانہ تھا جب محترمہ المائرہ ہدیہ سوویت یونین کے دور میں عورتوں کے ایک رسالہ کی سرگرم ایڈیٹر تھیں اور عورتوں کے حقوق کے لئے لڑتی تھیں۔ مگر اب وہ ستر سال سے زیادہ عمر کی ہوچکی ہیں جب وہ ریٹائر ہونے والی تھیں تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور اب وہ روس کے ایک علاقہ تاتارستان میں مسلم عورتوں کی ایک تنظیم چلا رہی ہیں۔ یہ علاقہ دریا وولگا کے کنارے واقع ہے۔ اب محترمہ ہدیہ اور بارہ دوسری مسلم خواتین روس کی وزارت داخلہ سے اپنے اس حق کے لئے لڑ رہی ہیں کہ ان کو ان کے پاسپورٹ کے فوٹوؤں کے لئے حجاب ڈالنے کی اجازت دی جائے۔ ایک زمانہ میں وہ کٹر دہریہ تھیں مگر اب محترمہ ہدیہ پکی مسلمان ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہمیں اللہ کے قوانین کی پابندی تو کرنا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حجاب کا فلسفہ یہ ہے کہ لڑکیوں کے چہروں پر حجاب ہوگا تو مرد بھی ٹھیک رہیں گے۔ سوویت یونین کے ستر سال دور کے بعد تاتاریوں کی اکثریت نے دوبارہ اسلام قبول کرلیا ہے کیوں کہ یہ ان کا قدیم مذہب ہے تاتارستان میں نسلی تاتاریوں کی آبادی کل آبادی کا پچاس فیصد سے زیادہ حصہ ہیں۔ اس علاقہ میں مسجدوں کی تعمیر بڑے پیمانہ پر ہورہی ہے جن سے اسلام کے احیاء میں بڑی مدد مل رہی ہے۔ تاتاری ترکی سے ملتی جلتی زبان بولتے ہیں۔ قزان شہر ماسکو سے ۲۰۷ کلو میٹر مشرق میں ایک پرسکون شہر ہے۔ اس کی زیادہ تر سڑکیں پیدل چلنے والوں کے لئے ہیں اور اس میں قدیم مسجد بھی ہیں اس شہر میں روسی اور تاتاری زبانیں سننے کو ملتی ہیں۔

اقتصادی اور مالی اعتبار سے بھی تاتارستان روس کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ اس علاقہ میں دفاعی ساز وسامان تیار کرنے والے بہت سے کارخانے ہیں اور روس کے دس فیصد تیل کے ذخیرے اس خطہ میں ہیں۔

تاتارستان کے اعتدال پسند مفتی عثمان اسحاکوف کا کہنا ہے کہ آزادی کے مطالبہ کے دوران جو اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی تھیں ان کے کرنے والوں کو اسلام کے بارے میں بہت کم علم تھا کیونکہ سوویت دور میں یہاں کہیں دینی مدرسے نہیں تھے اس لئے ہم اپنے بچوں کو پاکستان اور سعودی عرب تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتے تھے۔ جب یہ طلباء علم حاصل کرکے واپس آئے تو انہوں نے مقامی اماموں کی اصلاح شروع کی اور اسلام کے تعمیری پہلو اجاگر ہوئے۔ اب تقریباً دس سال بعد جبکہ چیچنیا میں اب بھی روسی فوجیں گشت کررہی ہیں تاتارستان کا علاقہ بین نسلی دوستی کا نمونہ ہے۔ مفتی عثمان نے کہا کہ ہمارے افراد اب بھی چیچنیا جاتے ہیں لیکن وہ یہ معلوم کرنے جاتے ہیں کہ وہاں ابھی تک جنگ کیوں جاری ہے۔ جب وہ واپس آتے ہیں تو انہیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں لڑائی کیوں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاتاری کوئی قدم اٹھانے سے پہلے کافی سوچتا ہے انہوں نے کہا کہ ہم وسطی روس میں رہتے ہیں جہاں سردیوں میں درجہ حرارت تیس ڈگری نقطہ انجماد سے کم ہوجاتا ہے۔ اس لئے ہمارا خون کوہ قاف کے علاقوں کے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ٹھنڈا ہے۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ تاتارستان میں جو نسلی توازن قائم ہے اس کی بہت بڑی وجہ وہاں کے لیڈر اور صدر شائمی ایف کی سیاسی مہارت اور لچک دار سیاسی اصول ہیں۔ اس وقت وہ اپنی صدارت کی تیسری مدت پوری کررہے ہیں ان کی صدارت کا دور کمیونسٹ پارٹی کے دور میں شروع ہوا تھا۔ امریکہ کے فوجی اڈہ گوانٹاناموبے میں جو روس میں پیدا ہوئے طالبان قیدی ہیں ان میں سے دو تاتاری ہیں۔ مفتی عثمان اسحاکوف نے کہا کہ میں اماموں اور استادوں کے سوالوں کا جواب دیتا ہوں لیکن اگر لڑکے چیچنیا جانا چاہتے ہیں تو میں ان کو روکتا بھی نہیں۔ تاتارستان کا صنعتی شہر نابرزنی چلنی قزان سے تین سو کلو میٹر شمال میں واقع ہے۔ یہاں تاتاریوں نے ایک پارٹی اتفاق نامی قائم کی ہے۔ یہ پارٹی مکمل آزادی کی خواہاں ہے۔ یہ شہر چالیس سال پہلے کماز ٹرک فیکٹری کے آس پاس قائم کیا گیا تھا۔

(بحوالہ راشٹریہ سہارا اردو لکھنؤ ۱۴/اگست ۲۰۰۲ء)

بے نمازی کی موت

(۱) اول ذلت سے مرتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ بھوکا مرتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ پیاس کی شدت میں موت آتی ہے اگر سمندر کا پورا پانی پی لے تو بھی پیاس نہیں بجھ سکتی۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:۔ جمعہ کی نماز میں امام سلام پھیر کر بیٹھے رہتے ہیں، ایک صاحب تھیلا لے کر تمام نمازیوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے چندہ وصول کرتے ہیں، مسجد کے آخر میں پہونچ کر کہتے ہیں اللّٰھم آمین، تب امام دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں، اس میں تقریباً ۴۔۵۔منٹ وقت لگتا ہے، یہ طریقہ کیسا ہے؟

ج:۔ مذکورہ طریقہ کراہت سے خالی نہیں ہے چندہ کے لئے کوئی اور طریقہ اختیا کیا جائے۔

س:۔ ایک شخص کی جیب میں ناپاک چیز بوتل کے اندر رکھی ہوئی تھی اسی حالت میں اس نے نماز پڑھ لی تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

ج: مذکورہ صورت میں نماز درست نہیں ہوئی۔

س:۔ ایک شخص کا بغیر مہر متعین کئے ہوئے نکاح ہوگیا کیا نکاح درست ہوا یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئول میں نکاح تو درست ہوگیا لیکن مہر مثل دینا ہوگا۔

س:۔ بغیر طلاق کی عدت پوری کئے ہوئے مطلقہ نے دوسری شادی کر لی کیا شرعی طور پر نکاح درست ہوا؟

ج:۔ مذکورہ صورت میں دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔

س:۔ اخبار کے جس صفحہ پر آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا کیسا ہے؟

ج:۔ جہاں آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو صرف اس جگہ ہاتھ لگانا منع ہے، دوسری جگہوں کو ہاتھ لگا سکتے ہیں۔

س:۔ آج کل بعض بڑے شہروں میں مساجد کو بعض لوگ مسافر خانہ کے طور پر استعمال کرنے لگے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ ایسا کرنا مکروہ ہے، مسجد عبادت کی جگہ ہے نہ کہ کھانے اور سونے کی، مذکورہ صورت دنیوی غرض کی خاطر ہے اس لئے اس سے اجتناب لازم ہے۔

س:۔ ہندوؤں سے دودھ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو خریدنا جائز ہے ناپاکی معلوم ہونے کی صورت میں ناجائز ہے۔

س:۔ اگر کوئی امام کے ساتھ ایسی حالت میں شریک ہوا کہ امام سہو کے سجدوں میں سے ایک یا دونوں کر چکا تھا اس کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ صورت مذکورہ میں اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسرے سجدہ میں شریک ہوا تو اس پر پہلا سجدہ نہیں ہے، اور اگر دونوں کے بعد شریک ہوا تو دونوں سجدے اس سے ساقط ہوگئے۔

س:۔ ناپاک شخص جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟

ج:۔ ناپاک شخص جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے، جنازہ اٹھانے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے، البتہ نماز کے لئے پاک ہونا شرط ہے۔

س:۔ تصویر پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ اگر مصلّے پر جاندار کی تصویر ہے تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے، غیر جاندار کی تصور پر کراہت نہ ہوگی۔

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی سفر سے واپسی

رابطہ ادب اسلامی شعبہ برصغیر ممالک مشرقیہ کے صدر و ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم قاہرہ میں رابطہ ادب اسلامی کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے بعد ۶/ستمبر ۲۰۰۲ء کو حجاز مقدس ہوتے ہوئے ندوۃ العلماء تشریف لے آئے ہیں۔

یاد رہے کہ اس جلسہ میں ایشیاء، افریقہ، اور یورپ ممالک کے ارکان کے علاوہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا سید واضح رشید ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی نے بھی شرکت کی۔

مختصر عالمی خبریں

سید معید اشرف ندوی

☆ روس کے شہر قازان صوبہ تاتارستان میں قائم جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم طلباء کے پہلے گروپ نے شرعی علوم میں سند فراغت حاصل کی اور جلد ہی جامعہ سے فارغ ہونے والے یہ علماء روس میں مختلف مساجد اور دینی مدارس میں دعوت و تبلیغ اور تدریس کے فرائض انجام دیں گے، اس موقع پر تاتارستان کے مفتی شیخ عثمان اسحاقوف نے اپنے اخباری بیان میں بتایا کہ روس میں اشتراکی نظام کے خاتمہ کے بعد وجود میں آنے والی سینکڑوں مساجد میں ایسے علماء کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو مقامی زبان میں، تہذیب و ثقافت کے ساتھ شرعی علوم میں بھی مہارت رکھتے ہوں اور دینی منصب کو بحسن خوبی نبھانے کے اہل بھی ہوں، وہ روسی طلباء، جامعہ ازہر اور عالم اسلام کی دیگر اسلامی جامعات میں زیر تعلیم ہیں ان کے تعلیم سے فراغت حاصل کر کے روس کو لوٹنے میں کئی سال درکار تھے، اسی وجہ سے تاتارستان کے صدر نے قازان میں ایک اسلامی جامعہ کے قیام کی منظوری دی اور اس میں تدریس کی غرض سے عالم اسلام کے مختلف علمائے کرام کو دعوت دی گئی، تاکہ اس جامعہ سے فارغ ہونے والے طلباء روس کی مساجد میں امامت و افتاء اور دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دے سکیں۔

واضح رہے کہ روس میں اس جامعہ کا قیام ۱۹۹۸ء میں عمل میں لایا گیا تھا

☆ خلیج ٹائمز کے مطابق سعودی حکومت کی طرف سے امریکی کمپنیوں کی مشروبات کے بائیکاٹ کی وجہ سے آئندہ حج کے موقع پر لاکھوں عازمین ایرانی مشروب استعمال کریں گے ایرانی مشروب ساز کمپنی کے مطابق تقریباً ۲۰ لاکھ عازمین کے لئے سعودی عرب میں مشروب تیار کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے سعودی عرب اور دیگر خلیجی ریاستوں نے فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی حمایت کرنے پر مشروب تیار کرنے والی امریکی کمپنیوں کو بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

☆ شمالی کوریا کے سرکاری ترجمان نے امریکا کی طرف سے چند کمپنیوں پر میزائل ٹیکنالوجی کی فروخت پر پابندیاں عائد کئے جانے پر سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ پابندیاں قبول نہیں کرے گا۔ شمالی کوریا کے ترجمان نے کہا ہے کہ امریکا اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دے تو اس سے مذاکرات ہو سکتے ہیں لیکن ہم کسی پابندی کو قبول نہیں کرتے۔ واضح رہے کہ امریکا نے کیوبا، ایران، عراق۔ لیبیا، شمالی کوریا، سوڈان اور شام پر دہشت گردی میں مدد فراہم کرنے کا الزام لگا کر پابندی عائد کی ہے اور ان ممالک پر امریکی اسلحہ خریدنے اور عالمی اداروں سے انسانی فلاح و بہبود کے لئے مدد حاصل کرنے پر پابندی ہے۔

☆ برطانوی اخبار ڈیلی مرر کی جانب سے کئے گئے ایک سروے کے مطابق ۷۷ فیصد افراد نے اسامہ بن لادن کو دنیا کے لئے عظیم خطرہ بتایا جب کہ ۷۵ فیصد نے صدام حسین اور ۵۱ فیصد نے امریکی صدر جارج بش کو دنیا کا سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ عراق پر امریکی حملے کے بارے میں ۴۱ فیصد نے خیال ظاہر کیا کہ اقوام متحدہ کی منظوری مل جائے تو صدام کا تختہ الٹنے کا معاملہ ایک منصفانہ کاروائی بن سکتی ہے جب کہ ۲۱ فیصد کے خیال میں یہ حملہ اقوام متحدہ کی منظوری کے بغیر نہیں کیا جانا چاہئے۔

☆ ایک ایرانی آرٹسٹ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ لکڑی پر جو قرآن شریف کندہ کاری کر رہا ہے، وہ دنیا کا سب سے بڑا قرآن مجید ہوگا، فرشاد مالکیا نے ۱۱۴ سورتوں میں سے پانچ سورتیں ۱۱۰ صفحات میں کندہ کاری کر چکا ہے، مذکورہ قرآن مجید کا ہر صفحہ ۲.۴ میٹر لمبا اور ۱.۲ میٹر چوڑا ہوگا اور ہر صفحہ کا وزن ۷۰ کلوگرام ہوگا۔

سکھائے ہیں محبت کے نئے انداز مغرب نے
حیا سر پیٹتی ہے عصمتیں فریاد کرتی ہیں

مطالعہ کی میز پر

تبصرہ کے لئے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے۔

نام کتاب:۔ معلومات کا سمندر (منی انسائیکلوپیڈیا)
مؤلف:۔ رحمانی سلیم احمد (ایڈیٹر "بزم اطفال ویکلی")
صفحات:۔ ۳۳۶ قیمت:۔ ۷۰/ روپے

علم ایک سمندر ہے۔ اس سمندر میں غوطہ زنی قدرت کے ان گنت اسرار سے پردہ اٹھاتی ہے انکشافات وایجادات کا سلسلہ لگاتار بڑھ رہا ہے، معلومات کے اس ذخیرہ کو انسائیکلوپیڈیا کہتے ہیں جو ہزاروں صفحات پر بسیط ہے۔

اس موضوع پر "معلومات کا سمندر" ایک ایسی معلوماتی کتاب ہے جس میں۔

☆ کم وبیش دینا کے تمام ممالک کی (قومی جھنڈے کی تصویر کے ساتھ) معلومات۔

☆ دنیا کے بیس سے زائد قدیم وجدید عجائبات کی معلومات۔

☆ دینی، ادبی، تاریخ، جغرافیہ، شہریت، معاشرت، معاشیات، فلسفہ، فنون لطیفہ۔ اسپورٹس اور فلکیات پر گوناگوں معلومات۔

☆ نیشنل ٹیلنٹ ریسرچ M.P.S.C. اسکالرشپ امتحان، انٹرویو، ڈی ایڈ اساتذہ کی بھرتی کے حل شدہ پرچے اور دیگر مقابلہ جاتی امتحانات میں پوچھے گئے سیکڑوں سوالات کے جوابات۔

☆ بھارت اور انکی تمام ریاستوں، زیر مرکز علاقوں، مشہور شہروں، اب تک کے وزیر اعظم، صدرو، نائب صدرو، ... الیکشن، کمشنر وغیرہ کی معلومات۔

☆ غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبے اور علم کے جملہ اصناف کا احاطہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب طلباء، اساتذہ، مضمون نگاروں اخبارنویسوں، اسکالر شپ اور دیگر مقابلہ جاتی امتحانوں میں شریک ہونے والے امیدواروں کے علاوہ عام قارئین کے لئے بھی معلومات کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔

یہ کتاب جہاں بہت سی خوبیوں کی حامل ہے وہیں کچھ کمیاں بھی ہیں، مثلاً پروف ریڈنگ میں بہت سی غلطیاں ہیں، کاغذ وطباعت بھی معیاری نہیں ہے۔ لہذا اگر آئندہ اڈیشن میں اس طرف خصوصی توجہ دی گئی تو کتاب کے حسن میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔

امید ہے کہ تشنگان علم اس کتاب سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ (محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی)

نام کتاب:۔ رئیس میٹریا میڈیکا ہومیوپیتھی
مصنف:۔ ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی
صفحات:۔ ۴۷۰۔ سائز ۱۸x۲۲ قیمت ۷۵/ روپے
ملنے کا پتہ:۔ الفرقان بک ڈپو نظیر آباد لکھنؤ

زیر نظر کتاب ہومیو پیتھک دواؤں کی معلومات پر مشتمل ہے۔ اس میں مصنف نے علامات کو عام فہم سلیس اور روزمرہ کے استعمال کی زبان میں لکھا ہے اور بقول مصنف فروعی علامات نظر انداز کر کے صرف خاص الخاص علامات ہی کو تحریر کیا ہے۔

فاضل مصنف نے پہلے دواؤں کا ہومیو پیتھک نام اردو اور انگلش میں لکھا ہے، پھر ان کے اردو، فارسی عربی، ہندی، اور معروف نام لکھے ہیں، پھر ان دواؤں کا دائرہ اثر، مفید ومضر پہلوؤں سے روشناس کرایا ہے، نیز مریض کی جسمانی بناوٹ، قد وقامت، مزاج و فطرت عادت وخصلت، رنگ وروپ، اور مرض پیدا ہونے کے اسباب وعلل اور ہومیو پیتھک کے تسلیم شدہ عفونتی علت، یعنی، سُورا، سفلس، سائیکوسس میازم کی تباہ کاریوں کے نتیجہ میں پیدا شدہ فساد میں کس دوا کی شدید ضرورت ہوتی ہے اسے بھی بیان کیا ہے۔

اس کے بعد دماغ، سر، آنکھ، ناک، کان، منھ، زبان، معدہ، جگر، شکم، پاخانہ پیشاب، آلات تناسل مردانہ، آلات تناسل زنانہ، آلات تنفس یا سینہ، دل گردہ، پیٹھ، ریڑھ ہاتھ پاؤں، جلد، بخار وغیرہ کے تحت علامات درج کیا ہے، نیز مرض میں کمی وزیادتی کی بھی وضاحت کی ہے، اور اگر اس دوا سے ملتی جلتی علامتیں اور دوسری دواؤں میں پائی جاتی ہیں تو اسے بھی بریکٹ میں دیدیا ہے تاکہ ان دواؤں سے مقابلہ کیا جا سکے، دواؤں کے خواص کے آخر میں ان کی طاقت، مقدار خوراک، وقفہ خوراک، نیز مخالف ومعاون، و دافع اثر ادویہ لکھ کر سب کچھ سمو دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب مستند، جامع اور اپنی فنی مہارت کی آئینہ دار ہے نہ صرف ڈاکٹر صاحبان بلکہ باشعور حضرات بھی اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ (مقبول احمد ندوی ہومیو پیتھ)

صدیقؓ وعمرؓ عثمانؓ وعلیؓ

تسنیم فاروقی

اسلام کا روشن پرچم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
غشائے بنائے آدم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
اس تاج خلافت کے صدقے آخر میں حسنؓ تھے جس کے امیں
سلطان و امیر و ہمدم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
سرکارِ دو عالم کی خاطر رنگین ہیں تاریخیں جس سے
اس دور وفا کے خاتم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
دائم ہے اُنہیں سے رنگ چمن قائم ہے ستاروں کی دھڑکن
اصحابِ رسولِ اکرم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
دربارِ نبوتؐ تک جو گیا اس نور کے دلکش زینے کے
ترتیب سے چاروں محرم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہونٹوں کے گلاب اب مہکادو بکھرادو سلاموں کی خوشبو
مدّاحِ درودِ پیہم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ان میں سے ہر اک طاہر چہرہ اک دوسرے کا آئینہ ہے
عکّاسِ بہارِ عالم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
تسنیم انھیں میناروں سے چمکا تھا نظام قرآنی
ہر دور کا زرّیں دم خم ہیں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ

بقیہ:۔ حضرت مولاناؒ کی سیرت کے عناصر

نمونہ سلف اور لائق تقلید واتباع بن سکے۔

ڈاکٹر صاحبؒ نے ذاتی طور پر تربیت اور ذہنی وفکری تشکیل کے علاوہ حضرتؒ کو اپنے فن کے ماہرین کے پاس بھیجا، عربی تعلیم کے لئے شیخ خلیل عرب صاحبؒ کا انتخاب کیا جو اس فن میں نادرہ روزگار تھے۔ حدیث کی تعلیم کے لئے علامہ حیدر حسن خاں صاحبؒ کے درس میں شریک کیا جو امام المحدثین شیخ حسین یمانیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ تعلیم سلوک اور تربیت وتزکیہ کے لئے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی خدمت میں لاہور بھیجا۔ ضروری انگریزی تعلیم بھی دلوائی۔ دعوت وتبلیغ کے میدان میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی رفاقت اور ان کے ساتھ شرکت کو پسند فرمایا۔ پھر عالمی سطح پر دعوت وارشاد کے لئے حضرت کو ذہنی وفکری غذا فراہم کرتے رہے اور ابتدائی دعوتی سفروں میں خطوط کے ذریعہ رہنمائی فرماتے رہے۔ حضرتؒ کی سیرت سازی میں بنیادی حصہ ڈاکٹر صاحبؒ کی اسی تعلیم وتربیت اور فکر وتوجہ کا ہے۔

تیسری صفت جو شخصیت کی تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ ذاتی محنت اور شوق وطلب ہے، حضرتؒ کی پوری زندگی اس کی اعلیٰ مثال ہے، آپ نے کسی مقام پر پہنچ کر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اپنے والہانہ جذبۂ عمل اور لگن سے آگے بڑھتے رہے، درمیان میں بڑی دشوار گزار گھاٹیاں بھی آئیں، غیروں نے ملامت کی۔ اپنوں نے بھی ساتھ چھوڑا لیکن مسافر کا سفر جاری رہا اور اپنی زندگی کے اخیر لمحہ تک اس میں کبھی توقف نہیں ہوا۔

ان تین بنیادی صفات وخصوصیات کے علاوہ ایک مزید نعمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی اور اس کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر پڑا وہ والدہ ماجدہ کی وہ دعائیں ہیں جو انھوں نے آپ کے لئے دل کی گہرائیوں سے کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب دعا بنایا تھا، دعا ان کی دوا بھی تھی اور غذا بھی، اور ان کی ساری دعا حضرتؒ کے لئے تھی۔ دعا میں ان کے ناز وانداز اور گریہ واضطراب کا ذکر ان کے تذکرہ میں تفصیل سے آئے گا۔ لیکن بہر حال حضرت کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں اس عنصر کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

یہ چار وہ عناصر ہیں جو حضرت کی سیرت کی تشکیل وتعمیر میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں،

مکتوبات مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(جلد اول)

مرتب ———— محمد حمزہ حسنی

یہ جلد مندرجہ ذیل مشاہیر کے نام خطوط پر مشتمل ہے

☐ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم ندوۃ العلماء

☐ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ☐ مولانا محمد منظور نعمانیؒ

☐ مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی امروہویؒ ☐ مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ

☐ مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب

حضرت مولاناؒ کے پہلے سفر یورپ، سوئٹزرلینڈ، فرانس اور برطانیہ کے وہ خطوط بھی اس میں شامل ہیں جو انہوں نے اپنے عزیزوں، مولانا معین اللہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالعرفان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کو تحریر کئے تھے۔

یہ خطوط حضرت مولاناؒ کے پہلے اور دوسرے سفر حجاز، مصر، شام، سوڈان، پاکستان، برما اور یورپ کے دعوتی اسفار کی مکمل روداد ہیں، جن سے ان ملکوں کے سماجی، ثقافتی اور سیاسی حالات کے ساتھ ان میں دعوتی کام کرنے کی راہیں بھی متعین کی گئی ہیں، مزید برآں ملک و بیرون ملک میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ سامنے آتی ہیں۔

خوبصورت کتابت وطباعت قیمت 80/.

ناشر: سید احمد شہید اکیڈمی دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی 229001

یہ کتاب مندرجہ ذیل مکتبوں سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

☆ مکتبہ اسلام گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ

☆ کتب خانہ الفرقان نظیر آباد لکھنؤ

☆ ندوی بکڈپو دارالعلوم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

☆ مکتبہ الحسنی عقب لے پلی مسجد نزد گرانڈ میڈیکل ہال، حیدر آباد

دعائے مغفرت

● مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی بھٹکلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے حقیقی بہنوئی محی الدین صاحب پیٹھ ۶۵ سال کی عمر میں ۹ر ستمبر ۲۰۰۲ء کو انتقال فرماگئے، مرحوم خوش اخلاق اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے خوش گفتار آدمی تھے۔ اللہ انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔

● حاجی علاء الدین مرحوم (ممبئی) کی بڑی ہمشیرہ ۶ر ستمبر ۲۰۰۲ء کو انتقال فرماگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نیک ملنسار اور مخیّر خاتون تھیں۔

حاجی صاحب مرحوم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بڑے بہی خواہ اور اس کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے، ان کے صاحبزدگان خصوصاً مولوی عبداللہ ندوی کا اسی طرح سے دارالعلوم سے تعلق ہے اور اس کے کاموں سے پوری دلچسپی لیتے ہیں،

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرما کر مغفرت فرمائے۔

● ڈاکٹر عبدالمعطی صدیقی محمد آبادی کا ۱۶ر اگست ۲۰۰۲ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوگیا۔

مرحوم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی دامت برکاتہم سے بیعت وارادت کا تعلق رکھتے تھے قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بخشا ہے جس نے درد ہمیں درد کی دوا
اے دوست مانگتے ہیں اسی چارہ گر سے ہم

خواب غفلت سے اسے اب تو جگا دے اے خدا
اس کا فرض منصبی اس کو بتا دے اے خدا

ہنگامہ کارزار میں

رومی سردار کا قبول اسلام

۷ عہد صدیقی میں رومیوں سے جنگ کے دوران رومیوں کا سردار جرجہ بن توذرا میدان میں آیا اور للکار کر کہا خالدؓ میرے سامنے آئیں حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اپنا نائب کیا اور خود آگے بڑھ کر دونوں لشکروں کے درمیان جرجہ سے ملے۔ اول دونوں نے ایک دوسرے کو پناہ دی، بعد ازاں اس قدر مل کر کھڑے ہوئے کہ گھوڑوں کی کنوتیاں مل گئیں۔ جرجہ نے کہا سچ کہنا جھوٹ مت بولنا، آزاد مرد جھوٹ نہیں بولتے۔ دھوکہ نہ دینا، فریب شرفا کا شیوہ نہیں، میں یہ پوچھتا ہوں کہ خدا نے تمھارے نبی کے پاس آسمان سے تلوار بھیجی تھی وہ تم کو عطا ہوئی اور اس کا اثر ہے کہ تم ہر جگہ فتح یاب ہوتے ہو۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا نہیں۔ جرجہ نے کہا پھر تمھارا لقب سیف اللہ کیوں ہے، حضرت خالدؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا۔ انھوں نے اسلام ہمارے سامنے پیش کیا۔ اول ہم سب کے سب بھاگ کر کنارہ کش ہو گئے۔ پھر بعض نے تصدیق کر کے پیروی اختیار کی، بعض دور دور رہ کر جھٹلاتے رہے۔ میں ان میں تھا جو تکذیب پر قائم تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمارے قلب پھیر دیئے، گردنیں جھکا دیں اور ہدایت بخشی میں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اس وقت ارشاد ہوا:

انت سیف من سیوف اللہ سلہ علی المشرکین

اے خالد تو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو مشرکین کے مقابلہ کے لئے نیام سے نکلی ہے

نتیجہ یہ ہوا کہ اب میں سب مسلمانوں سے زیادہ مشرکوں کا دشمن ہوں۔ جرجہ نے کہا تم نے سچ کہا۔ اب یہ بتاؤ کہ دعوت اسلام کیا ہے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا۔ اس امر کا اقرار کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس پیام کی تصدیق جو وہ خدا کی طرف سے لائے۔ جرجہ نے کہا اگر اس کو کوئی نہ مانے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا جزیہ دے۔ جرجہ نے کہا یہ بھی قبول نہ کرے۔ حضرت خالدؓ نے کہا ہم اول اعلان جنگ کریں گے۔ جرجہ نے کہا جو تم میں شامل ہو اس کا مرتبہ۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا اللہ کا فرمان ہے کہ سب مسلمان درجہ میں برابر ہیں اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ اول ہوں یا آخر۔ جرجہ نے کہا جو آج ایمان لائے وہ بھی رتبہ میں مساوی ہوگا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا برابر ہوگا۔ بلکہ افضل۔ جرجہ نے کہا یہ کس طرح۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا ہم نے جب اسلام قبول کیا (تو اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے۔ نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا، آپ احکام آسمانی کی خبر دیتے تھے، ہم معجزات وتصرفات کا مشاہدہ کرتے تھے اس صورت میں ہمارا مسلمان ہونا لازم تھا آج تم ان باتوں کو نہیں دیکھتے پھر بھی ایمان لاتے ہو تو تم ہم سے افضل ہو۔ جرجہ نے کہا تم قسم سے کہتے ہو کہ تم نے مجھ سے پورا سچ کہا۔ دھوکا نہیں دیا تالیف قلب نہیں کی۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا نہ مجھ کو تم سے یا کسی سے نفرت ہے۔ جو تم نے پوچھا اس کا سچا جواب میں نے دے دیا۔ اللہ میرا مددگار ہے۔ جرجہ نے کہا بے شک تم نے سچ کہا یہ کہہ کر اپنی ڈھال پس پشت ڈال دی اور کہا مجھ کو اسلام کی تلقین کرو۔ حضرت خالدؓ اس کو اپنے خیمہ میں لے گئے۔ اول غسل دیا، پھر تلقین اسلام کے بعد جرجہ کو مقتدی بنا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جرجہ کی یہ حالت دیکھ کر رومیوں نے عام حملہ کر دیا۔ پہلے حملہ میں مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے، حضرت عکرمہؓ اور حضرت حارث بن ہشامؓ ثابت قدم رہے، جس وقت حضرت خالدؓ جرجہ کو لے کر خیمہ سے نکلے تو رومی مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے، حضرت خالدؓ نے للکارا تو مسلمانوں نے دلیری سے حملہ کر کے دشمن کو پیچھے ہٹا دیا۔ اب سیف اللہ نے حملہ کیا اور شمشیر آزمائی شروع ہوئی۔ چاشت سے دن ڈھلے تک میدان جنگ یکساں گرم رہا۔ انتہا یہ کہ عصر کی نماز اشارہ سے ادا کی گئی۔ یہ عالم قابل دید تھا کہ وہ جرجہ جو صبح کو مسلمانوں کے دشمن تھے اب حضرت خالدؓ کے پہلو بہ پہلو نشۂ ایمان میں سرشار رومیوں پر وار کر رہے تھے۔ اور یہ قسمت کہ عین معرکہ میں سعادت شہادت سے کامیاب ہوئے اور صرف وہ نماز ادا کر کے جو آغاز اسلام کا نیاز تھی سرخ رو اپنے رب کے حضور میں پہنچے۔ رضی اللہ عنہ